دعوت وتبلیغ کے ۴۴؍ موضوعات پر مشتمل ۶۵۲؍ مدلل ملفوظات کا مجموعہ

ملفوظات

حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

جمع وترتیب

مفتی محمد حسام الدین قاسمی

خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس، حیدرآباد

9490689790, 9652414110

ناشر ادارۂ تسہیل وتجدید طور کالونی شاہین نگر حیدرآباد

دعوت وتبلیغ کے ۴۴ر موضوعات پر مشتمل ۶۵۲ر مدلل ملفوظات کا مجموعہ

ملفوظات

حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

جمع وترتیب

مفتی محمد حسام الدین قاسمی

خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس، حیدرآباد

ناشر

ادارۂ تسہیل وتجدید طور کالونی شاہین نگر حیدرآباد

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۰ھ = ۲۰۱۹ء

نام کتاب : ملفوظات حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ
مؤلف : مفتی محمد حسام الدین قاسمی
فون: 9652414110, 9490689790
تعداد : 1000
صفحات : 128
کمپوزنگ : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری
قبا گرافکس، حیدرآباد، فون: 8801198133, 9704172672
قیمت : 80
ناشر : ادارۂ تسہیل وتجدید طور کالونی شاہین نگر حیدرآباد

ملنے کے پتے:

☆ مدرسہ خیر المدارس، اکبری مسجد، بورابنڈہ، حیدرآباد،
☆ دکن ٹریڈرس، سردار محل، چار مینار، حیدرآباد (تلنگانہ) 040-24511777
☆ سنابل بک ڈپو، نزد فائر اسٹیشن، چار مینار، حیدرآباد، (تلنگانہ) 9347024207
☆ یاسین بکڈ پو، نزد فائر اسٹیشن، چار مینار، حیدرآباد،

فہرست مضامین

مقدمہ	۴	حضرت جی کے مختصر سوانح	۵
عرض مرتب	۱۳	کلمۂ طیّبہ	۱۷
اتباع سنت	۲۲	نماز	۲۶
علم	۳۲	علماء	۳۷
طلبہ	۳۹	مدارس دینیہ	۴۱
مکاتب قرآنیہ	۴۲	ذکر	۴۳
تلاوت	۴۵	اکرام مسلم	۴۷
اخلاص نیت	۵۰	دعوت الی اللہ	۵۲
خروج فی سبیل اللہ	۵۸	مشورہ	۶۰
مسجد کی آبادی کی محنت	۶۳	فضائل کی تعلیم	۶۸
گھر کی تعلیم	۷۱	گشت	۷۲
مستورات کا کام	۷۳	بیرون	۷۵
حجاز مقدس میں کام	۷۷	شب گزاری	۷۸
کارگزاری	۷۹	طبقاتی جوڑ وخروج	۸۰
بیان	۸۲	حیاۃ الصحابہ ومنتخب احادیث	۸۵
قربانی وتقاضے	۸۷	عملہ	۹۱
صفات	۹۲	پرانے اور نئے	۱۰۳
اطاعت	۱۰۴	اجتماعیت	۱۰۶
مرکزیت	۱۰۹	اختلافات	۱۱۰
اجتماعات	۱۱۴	پیدل جماعتیں	۱۱۶
ارتداد	۱۱۸	انفرادی دعوت	۱۱۹
حالات	۱۲۱	خدمت	۱۲۲
نصرت خداوندی	۱۲۴	عوام وخواص	۱۲۶
کام کی حفاظت	۱۲۷		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ملفوظات: بزرگوں کی وہ باتیں جو عقائد، عبادات، معاملات، تہذیب اخلاق اور دعوت واصلاح کے اعمال پر مشتمل ہوتی ہیں۔

مآخذ: قرآن کریم وسنت رسول ﷺ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم۔

حکم: ان حضرات کا ہر قول وفعل جو خلاف شرع نہ ہو قابل تقلید ولائق عمل ہے۔

فوائد: (۱) اہل اللہ کے ملفوظات وہ کام کر دکھاتے ہیں جو عصر حاضر کے قلم کاروں کے بھاری بھرکم لٹریچر سے وہ کام نہیں ہوتا۔(۲) اہل اللہ کے ملفوظات سے دل ودماغ روشن ہوتے ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔(۴) دعوت وتبلیغ کے اصول معلوم ہوتے ہیں جن سے کام کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔(۵) ان کو پڑھنے سے اعمال خیر کی طرف توجہ ہوتی ہے۔(۶) عبادات کامل ہونے لگتی ہیں، اچھے اعمال کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔(۷) اللہ اور رسول کے حکموں کی ترجمانی، دینی دعوت، سلوک، احسان کی طرف رہنمائی، ذکر اللہ کی تلقین، دنیا کے مٹنے اور آخرت کے ہمیشہ رہنے کا یقین پیدا ہوتا ہے۔

حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ کی مختصر سوانح

نام: محمد سعد کاندھلوی حفظہ اللہ ورعاہ

والد: مولانا محمد ہارون صاحبؒ ابن مولانا محمد یوسف صاحبؒ ابن مولانا الیاس صاحبؒ۔

سلسلۂ نسب:

۳۶ واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

پیدائش:

۸؍محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰؍مئی ۱۹۶۵ء کو دہلی مرکز نظام الدین میں مولانا محمد ہارون صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔

بسم اللہ خوانی:

والد محترم مولانا محمد ہارون صاحبؒ نے ۱۳۹۲ھ میں اپنے آخری حج کے دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ سے ریاض الجنہ میں کروائی۔

استاذ حفظ:

حافظ نور الدین صاحب میواتی

فضیلت:

۱۹۸۷ء میں مدرسہ کاشف العلوم مرکز نظام الدین دہلی سے پڑھ کر فارغ ہوئے۔

اساتذہ:

آپ نے بہت سے اساتذہ سے پڑھا ہے، مشہور یہ ہیں: مولانا اظہار الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاویؒ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ دامت برکاتہم بارہ بنکوی، حضرت مولانا ابرہیم دیولا صاحب دامت برکاتہم، مولانا یعقوب صاحب وغیرہ۔

تربیت وسرپرستی:

آپ کی پیدائش سے ایک ماہ قبل آپ کے دادا حضرت جی مولانا یوسفؒ کاندھلوی کی وفات ہو چکی تھی اور پیدائش کے آٹھ سال بعد آپ کے والد محترم مولانا ہارون صاحبؒ بھی انتقال فرما گئے تربیت وسرپرستی والدہ اور نانا جان نے کی۔

آپ کی تربیت حقیقی نانا مولانا اظہار الحسن (ولادت ۱۳۳۷ھ وفات ۱۴۱۷ھ) کے ذریعہ ہوئی جو مولانا الیاس صاحبؒ کے نسبتی برادر اور شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کے خلیفہ مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ مصنف ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' کے چھوٹے بھائی اور بنگلے والی مسجد اور مدرسہ کاشف العلوم کے متولی تھے، جن کی علمی استعداد ولیاقت کا کافی شہرہ اور انتظامی صلاحیت بے حد مشہور تھی، جنہوں نے سالہا سال حیاۃ الصحابہ کا مرکز میں درس دیا اور بخاری شریف جلد ثانی پڑھائی اور مرکز کے طویل قیام کے دوران ہزاروں شاگردوں کو تیار کیا، علماء کا کہنا تھا کہ ان کا درس علامہ عینی کے

درس کی طرح ہوا کرتا تھا، مشورے کے دوران ایک جانب رخ کیا اور کسی سے مخاطب ہوئے اور زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا آیئے آیئے! تشریف لایئے! اس جملے کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو نہایت خوشی کے عالم میں مصافحہ کے لئے بڑھائے اور اس دارِ فانی سے کوچ کیا، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

تدریس:

مدرسہ کاشف العلوم حضرت نظام الدین نئی دہلی میں آپ کے ذمہ بخاری شریف جلد ثانی ہے۔

خلافت:

حضرت مولانا مدظلہ کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ دونوں کے سلسلوں میں ''اجازت'' حاصل ہے:

۱) حضرت مولانا الیاس صاحبؒ

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ — حضرت مولانا احتشام الحسن صاحبؒ

حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ — حضرت مولانا احترام الحسن صاحبؒ

حضرت مولانا محمد سعد صاحب

۲) حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ

حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحبؒ — حضرت مولانا افتخار الحسن صاحبؒ

حضرت مولانا محمد سعد صاحب

صحبت واستفادہ:

☆ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ ☆ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ ☆ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب مکیؒ ☆ حضرت مولانا عبید اللہ بلیاوی صاحبؒ ☆ حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ ☆ حضرت مولانا داؤد صاحبؒ ☆ حاجی عبد الوہاب صاحبؒ ☆ میاں جی محراب صاحبؒ ☆ حاجی عبد المقیت صاحبؒ ☆ حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب دامت برکاتہم۔

نکاح:

حضرت مولانا سلمان صاحب مدظلہ (داماد حضرت شیخؒ وناظم جامعہ مظاہر علوم سہانپور) کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو حضرت شیخؒ کی نواسی ہیں۔

اولاد:

آپ کے تین صاحبزادے ہیں: (۱) مولانا یوسف مظاہری، (۲) مولانا سعید کاشفی (۳) مولانا الیاس کاشفی سلمہم اللہ اول الذکر دو صاحبزادے علمی اوردعوتی ذمہ داری کو سنجیدگی کے ساتھ ادا کررہے ہیں اوردعوت کی عظیم محنت میں سال لگا چکے ہیں اور مؤخر الذکر اِس وقت فراغت کے بعد مظاہر علوم کے شعبۂ افتاء میں زیرِ تعلیم ہیں۔

اندازِ خطاب:

بیان میں سیرت النبی ﷺ سیرت الصحابہ سے نیچے نہیں اترتے۔ خطاب

فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ پھر زندہ ہو گئے ہیں ۲۰، ۲۵ سال سے بیانات کا سلسلہ جاری ہے لیکن مخالف ماحول کی تیزی کے باوجود چند باتوں پر اشکال کے علاوہ یہ کہنا کسی انصاف پسند کے لئے آسان نہیں ہے کہ علمی تفوق میں کوئی کمی ہے؛ لیکن ان کی باتوں کا سمجھ میں آنا کام میں بالفعل وابستگی کے ساتھ اپنی سوچ کو ترقی دینے کی بھی شرط رکھتا ہے۔

عادات وصفات:

(۱) نماز میں تعدیل ارکان کے ایسے پابند کہ جس کی نظیر کے فقدان نے مورد الزام وعتاب ٹھہرا دیا۔

(۲) سنت کا ایسا معمول کہ دعوت، عبادت، اور عادت تینوں نوعیّتوں کی سنتوں کو خوب واضح کرنے والے بلکہ تینوں لائین کی سنتوں کے احیا کرنے والے اور اس احیا میں بھاری بھر کم رکاوٹ کو سر کرنے والے ہیں۔

(۳) اتنی تہمتوں کے باوجود اپنی صفائی میں کوئی جواب نہیں دیا۔

(۴) نہ کسی کی غیبت سنتے ہیں نہ، کرتے ہیں اعتماد نہ ہو تو ان کی صحبت میں رہ کر دیکھ لو۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ اور ان کے مبارک ومسعود دور میں انجام پانے والے کارہائے خیر اور کام کی ترقی:

حضرت مولانا مدظلہ کے ۲۰ / سالہ دور میں ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کام کو کیا جہت دی ہے:

(۱) تبلیغ کے اساسی اصول: ۶ر نمبر کو احادیث مبارکہ سے بیان کرنے کی تاکید کی، اس کے لئے انہوں نے امیر ثانی اور محدث جلیل حضرت مولانا یوسف صاحب -رحمۃ اللہ علیہ- کی کتاب ''منتخب احادیث'' کو Edit کیا، بزبان اردو اس کا ترجمہ کروایا۔ بفضل الٰہی کتاب کو وہ حق مل گیا جس کی وہ مستحق تھی، آج کتاب دنیا کے بیشتر ممالک میں پڑھی جاتی ہیں، نہ جانے کتنے زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوگئے۔

(۲) مساجد کو حلقات ایمان، تعلیم وتعلم وغیرہ امور سے آباد کرادیا، جس پر خود قرآن وحدیث نے تحریض کی ہے اور جس پر جمہور اہل علم کا تعامل رہا ہے اور اکابر ثلاثہ تبلیغ جس کے شدید داعی وشیدائی رہے ہیں، دیکھئے: ملفوظات ومکتوبات اور بیانات اکابر ثلاثہ۔

(۳) قرآن کریم کے تراجم صحیحہ اور تفاسیر معتبرہ کے مطالعہ کی دعوت دی، بطور مشورہ ترجمۂ شیخ الہندؒ اور ترجمۂ مولانا بلال حسنی مدظلہ کا نام پیش کیا۔ افسوس !!! جس شخص نے امت کو ترجمہ وتفسیر قرآن پڑھنے کی دعوت دی اسی کو تفسیر بالرائے کا اتہام جھیلنا پڑا۔

(۴) امت کو علماء کے حلقات درس میں شرکت کی دعوت دی؛ بلکہ خود شرکت کی۔

(۵) دار العلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اکابر کو بار بار خطوط لکھے، ان کی عظمت کا اعتراف کیا، مدارس اسلامیہ کو حضرت محمد ﷺ کا معجزہ قرار دیا اور حضراتِ اکابر اہل علم کے تبلیغ میں تعاون اور مشوروں پر

شکریہ ادا کیا۔

(۶) روزانہ اپنی دعوت میں علماء کے احترام اور مدارس کی عظمت کا باب کھولا، جس کا دل چاہے کسی بھی دن روانگی کے بیان میں شریک ہو کر اپنے کانوں سے سن سکتا ہے۔

(۷) مردوں کو ذمہ دار بنایا کہ وہ روزانہ اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو قرآن سکھائیں۔ بعض پرانے حضرات آڑے آگئے اور کہنے لگے: یہ ہمارا کام نہیں ہے یہ تبلیغ میں بدعت ہے، اس اتہام کو بھی حضرت مولانا مدظلہ نے اللہ کے لئے برداشت کرایا۔

(۸) بلکہ مزید عزیمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، وقت لگائے ہوئے ساتھیوں اور مسجد کے ذمہ داروں کو مکلّف کیا کہ ہر مسجد میں قرآنی مکتب قائم کریں اور بچوں کو لانے کے لئے باقاعدہ گشت کریں اور اسے تبلیغ کا جزء لازم سمجھیں۔

(۹) رمضان کی آمد آمد ہے، طرح طرح سے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں، اسی ہنگامے میں تراویح کو اطمینان سے پڑھنے اور اعتکاف کرنے کی اس زور سے دعوت دی کہ بے شمار ویران مسجدیں معتکفین سے آباد ہو گئیں۔ اعتراض کرنے والوں نے کہا: اعتکاف کی دعوت ہمارے کام کا حصہ نہیں ہے، یا للعجب!! اگر تبلیغ کا مقصد ہر سنت کے احیا کی سعی نہیں ہے تو پھر ﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ﴾ سے یہودی علماء کو جو پھٹکار لگائی گئی ہے، ہم اس سے کیوں کر بچ سکیں گے۔

(۱۰) فجر کے بیان میں اپنے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اور حضرت مولانا احمد صاحب کو شریک فرمایا؛ حالاں کہ حضرات اکابر ثلاثۂ تبلیغ کے دور میں فجر کا بیان صرف ایک شخص ہی کرتا تھا۔

(۱۱) ہر کام کرنے والے کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً (حیاۃ الصحابہ) اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی - رحمۃ اللہ علیہ - کے خطوط اور بیانات پڑھنے کی دعوت دی؛ تاکہ کام اصل نہج سے قریب سے قریب تر ہو جائے۔

(۱۲) تبلیغ کے اصولوں پر سختی سے عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا مدظلہ نے آج تک آلات مواصلات جدیدہ کا استعمال نہیں کیا؛ بلکہ ان چیزوں کو احیاء کلمہ کی راہ میں سخت رکاوٹ سمجھتے رہے اور ہیں۔

(۱۳) بیرون ملک اجتماعات اور جوڑوں میں شرکت کرنے کے لئے پورے ملک کے ذمہ داروں کو موقع دیا، جبکہ پہلے چند ہی لوگ جا سکتے تھے۔

(۱۴) بیرون ملک جانے کی ایسی دعوت دی کہ دنیا جماعتوں سے بھر گئی اور آج ان ملکوں میں بھی کام پہنچ گیا، جہاں ابھی تک کوئی راہ نہ تھی۔

(۱۵) علماء کے اختلاف کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے مستورات کے کام کو آگے بڑھایا اور ہر گھر میں جماعت پہنچا کر حلقات ایمان وعلم کو قائم کر دینے کا عزم ظاہر کیا۔ (مستفاد: از: حضرت کے رفقاء، علماء اور مشاہدہ)

عرض مرتب

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. أما بعد! حضرت مولانا الیاس صاحبؒ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کے ملفوظات اور مکتوبات بہت پہلے کتابی شکل میں آچکے ہیں جس سے دعوت کا کام کرنے والے احباب کو غیر معمولی فائدہ ہورہا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں کام کرنے والے احباب سے اصرار کے ساتھ میری درخواست ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ اور حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کے ملفوظات وارشادات اور دونوں کی سوانح عمریاں اور مکاتیب بہت اہتمام سے مطالعے میں رکھا کریں کہ یہ کام کرنے والوں کیلئے بہت قیمتی موتی ہیں ان ملفوظات وارشادات اور مکاتیب میں جو اصول ہیں ان اصولوں کی پابندی کام اضافہ ترقی اور برکت کا سبب ہے۔ (جماعتِ تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات، ص ۱۲۵)

حضرت جی مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم ''الولد سر لأبيه'' کے مطابق اپنے دادا حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کے افکار وعلوم کے امین وشارح ہیں حیاۃ الصحابہ کی تعلیم پر زور، منتخب احادیث کی اشاعت، مساجد کی آبادی کی فکر، کام کو رواجی طریقہ سے بچانے کی بھرپور کوشش یہ ساری چیزیں اس پر شاہدِ عدل ہیں خطاب فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ پھر زندہ ہوگئے ہیں مولانا یوسف صاحبؒ کے ملفوظات آپ کی نوکِ زبان ہیں

دورانِ بیان اپنی بات کو مدلل کرنے کے لئے جگہ جگہ حضرت کا حوالہ دیتے ہیں، آپ کے بیانات میں جابجا ایسے مفید جملے ہوتے ہیں جو کسی آیت یا حدیث یا کسی واقعے سے مستنبط ہوتے ہیں اور ملفوظ بننے کا حق رکھتے ہیں۔

لفاظی زورِ بیان اور مجمع کو اپنی طرف کھینچنے کا جذبہ دور دور تک نہیں ہوتا، آپ کے بیانات کام کی عظمت، کام کی حفاظت، کام کی ترقی اور کام کرنے والوں کی ہدایات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

دراصل مولانا سعد صاحب مدظلہ کی نس نس میں ان کے روئیں روئیں میں ان کے قلب وجگر میں ان کے گوشت اور پوست بلکہ ان کے ظاہر و باطن میں دعوت وتبلیغ رچی بسی ہے، بلکہ حضرت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم والی قربانیاں ان کے شعور میں پیوست ہیں جو ان کو اپنے خاندان کے اکابر سے وراثت میں ملی ہیں۔

حضرت کے چند ملفوظات اور بیانات چھپے ہوئے ہیں، اور لوگوں کے پاس لکھے ہوئے ہیں، اس کے باوجود آپ کے ملفوظات کو ترتیب وار دلائل کے ساتھ خاص انداز پر مرتب کرنے کی ضرورت تھی، کیونکہ چند سالوں سے کچھ لوگ جن کی سینکڑوں قسمیں ہیں، آپ پر تنقید اور اعتراض کو مقدس عبادت سمجھتے ہوئے آپ کے بیانات سے ایسی عبارتیں چھانٹ کر جنہیں اگر اگلی اور پچھلی بات سے الگ کیا جائے تو قابل اعتراض ہوتی ہیں اور وہ باتیں جن سے آپ نے بارہار جوع کیا ہے یہ کہہ کر کہ یہ تازہ بیان ہے واٹس اپ اور سوشل میڈیا پر ڈال رہے ہیں؛ تاکہ عوام علمائے کرام کی برائی اور غیبت کرنے پر آجائے دینی مدارس اور اصلاحی جماعتوں میں دوری پیدا ہو، آپ پر کی جانے والی اکثر تنقیدیں تنقیدِ فاسد کا ایک عجیب وغریب نمونہ ہے

جن کی حقیقت (۱) ناواقفیت (۲) تعبیر جدید پر بدعت ہونے کا شبہ (۳) تعمق و تدبر کو کام میں نہ لانا اور ذہنی تحفظات کا گرفتار رہنا (۴) حضرت مولانا مدظلہٗ کے کلام کا ایسا محمل متعین کرنا جس سے خود وہ راضی نہیں ہیں۔ یعنی توضیح القول بما لا یرضی به القائل ایسی ہی لوگوں کے بارے میں مسلک علمائے دیوبند کے حقیقی ترجمان حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں:

''کسی برگزیدہ شخصیت کے کسی مبہم یا مُوہم قول کو زور لگا لگا کر کسی باطل معنی پر محمول کرنے کی سعی کی بجائے جبکہ اس کا اصلی اور صحیح محمل موجود بھی ہو، اس پر کلام محمول بھی ہوسکتا ہو، اس کی زندگی اس محمل کی مقتضی بھی ہو اور ساتھ ہی اُس کے کلام کا اوّل و آخر اس محمل کو چاہتا بھی ہو، مگر پھر بھی پورا زور لگا کر اور پوری سعی و ہمت صَرف کر کے اُسے غلط ہی معنی پہنائے جائیں اور اُس کی پارسایانہ زندگی کو کسی نہ کسی طرح مخدوش اور مجروح ہی ٹھہرایا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ نہ دین ہے اور نہ دیانت، نہ عدل ہے، نہ انصاف، نہ عقل ہے، نہ نقل؛ بلکہ عناد ہے جو مسلکی چیز نہیں صرف جذباتی بات ہے، ہاں کلام والا ہی خود راہ پر پڑا ہوا نہ ہو اور اس کی عام روشِ زندگی ہی دین وسنت سے الگ خود ساختہ زندگی ہو جس میں اتباع سلف و احترام خلف کی گنجائش نہ ہو، جس پر اس کا طرز زندگی شاہد ہو تو وہ صاحب حال و مقام ہی نہیں؛ اس لئے اس کی کوئی ایسی بات بھی کسی حال و مقام کی بات نہیں کہ اس کی توجیہ ضروری ہو''۔ (علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج، ص:۱۳۳)

انہی حالات کے پیشِ نظر مناسب سمجھا گیا کہ حضرت کے ملفوظات کو دلائل کے ساتھ جمع کیا جائے، سہ ماہی عالمی مشوروں کی نشستوں میں راست سنی ہوئی تقاریر، بیانات کی وہ کاپیاں جنہیں معتمد ساتھیوں نے سالہاسال سے قلمبند کیا ہے اور چھپے ہوئے بیانات اور ملفوظات میرے سامنے تھے، مختلف سرخیوں کے تحت ملفوظات کو جمع کیا ہے، آیات، احادیث اور بعض جگہوں پر اکابر کی باتوں کو تائید کے طور پر حاشیہ میں نقل کیا ہے، قلّت وقت کی وجہ سے جہاں تک ہوسکے تخریج کی گئی ہے، ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تخریج کا کام پورا کیا جائے گا، مشکل الفاظ کے سامنے ان کے معانی عوام کی سہولت کے لئے بین القوسین دئے گئے ہیں۔

جن جن حضرات نے اس کتاب کی کتابت، طباعت واشاعت میں حصہ لیا ہے میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین حق تعالیٰ شانہ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور عوام وخواص کو اس سے منتفع فرمائیں۔ میرے اور والدین کے لئے ذریعۂ نجات بنائیں۔ (آمین)

وصلى الله على النبى الكريم والحمد لله رب العالمين.

محمد حسام الدین قاسمی

خادم تدریس خیر المدارس حیدرآباد، موبائل نمبر: 9490689790

مؤرخہ: ٣٠/ جمادی الاولی ١٤٤٠ھ - مطابق: ٦/ فروری ٢٠١٩ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۂ طیّبہ

فرمایا: سب سے بڑا حکم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے، لوگ تمام فرائض جانتے ہیں؛ لیکن ایمان کے فرض کو نہیں جانتے؛ حالاں کہ تمام احکام کا مدار ایمان پر ہے (یعنی ایمان کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں)۔(۱)

فرمایا: ایمان کے حروف اس کی پہنچ کتاب تک ہے ایمان کے بول اس کی پہنچ زبان تک ہے، ایمان کا مفہوم اس کی پہنچ دماغ تک ہے ایمان کا اخلاص اس کی پہنچ دل تک ہے۔

فرمایا: اعمال میں اخلاص (۲)، اعمال پر استقامت، اعمال پر وعدوں کا پورا ہونا (۳)، اعمال پر اجر کا ملنا (۴)، یہ چاروں (چیزیں) ایمان کے بغیر

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: "لا إيمان إلا بعمل، ولا عمل إلا بإيمان" (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، باب جماع الكلام في الإيمان، رقم الحدیث:۱۵۶۳، ط: دار طیبہ-السعودیۃ، سن طباعت:۲۰۰۳ء)

(۲) "من صلى يرائي فقد أشرك ومن صام يرائي فقد أشرك ومن تصدق يرائي فقد أشرك" (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحدیث:۷۱۳۹، مسند احمد، رقم الحدیث:۱۷۱۴۰)

(۳) "إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا" (فصلت: ۳۰) عن ابن عباس: "استقاموا على ما فرض عليهم" (التفسير الوسيط للواحدی:۴/۳۴)

(۴) "لا أجر لمن لا حسبة له" (شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث:۴۱۳۷)

حاصل نہیں ہوسکتیں۔

فرمایا: ہمارے اندر سے ایمان کی دعوت ختم ہوگئی ہے اور ایمان کا دعویٰ پیدا ہوگیا، اس دعویٰ نے دعوت کو غیروں کے لئے کردیا ہے، جبکہ ایمان کی دعوت خود ایمان والوں کے لئے ہے، (۱) دیگر اقوام کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے (۲)۔

فرمایا: اتنا ایمان سیکھنا فرض عین ہے جتنا ایمان شرک سے بچالے؛ اس لئے کہ شرک حرام ہے۔

فرمایا: اگر روزانہ توحید کو نہیں بولیں گے تو شرک ایسی جڑ پکڑے گا کہ ہم سمجھیں گے کہ ہم تبلیغ کا کام کررہے ہیں اور اندر شرک کا مادّہ (شرکیہ باتیں اور شرکیہ کام) پیدا ہورہا ہو۔

فرمایا: اگر مسلمان اللہ کی بڑائی بولنا چھوڑ دیں تو غیر شرک بولنے پر مجبور کریں گے۔

فرمایا: اللہ کی طرف (نعمتوں کی) نسبت کرنا شکر ہے۔ غیر اللہ کی طرف (نعمتوں کی) نسبت کرنا شرک ہے۔ (۳)

---

(۱) یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ. الآیۃ (النساء:۱۳۶)

(۲) "یا معشر یھود! أسلموا تسلموا" (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۷۳۴۸)

(۳) ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ إِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِیْفاً فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَیْتَنَا صَالِحاً لَّنَکُونَنَّ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً جَعَلاَ لَهُ شُرَکَاء فِیْمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُونَ﴾ (الأعراف:۱۸۹-۱۹۰)

فرمایا: اللہ کے غیر کی نفی (مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا) ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے۔

فرمایا: جتنا اللہ کے غیر کا تاثر ہوگا اتنا ہی اللہ کی ذات عالی سے استفادہ (فائدہ اٹھانا) مشکل ہوگا۔

فرمایا: احکام کے علم سے تو فراغت ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ احکام کا علم عمل کے لئے مقصود ہے، مگر توحید سے فراغت نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ توحید بذات خود مقصود ہے۔(۱)

فرمایا: خیر کے کاموں میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو ان کے ارادے میں ناکام کرتے ہیں، اپنی چاہت بتلانے کے لئے اور ہم تو خیر کے کاموں میں نہیں؛ بلکہ دنیا کے کاموں میں کہتے ہیں کہ فلاں ملک اور فلاں وزیر سے کام ہوجائے گا۔(۲)

فرمایا: چار راستوں سے یقین سیکھو: قرآنی آیات، احادیث شریف، انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور صحابۂ کرام کی غیبی تائیدات، جب تک امت ان چار لائنوں سے یقین نہیں سیکھے گی اُس وقت تک غلط یقینوں کے ٹوٹنے اور صحیح یقینوں کے دل میں اترنے کے اسباب پیدا نہیں ہوں گے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ کے زمانہ میں کسی نے کہا کہ اتفاق سے ہوا فرمایا: یہی دہریت (خدا کو نہ ماننا) ہے، کوئی کام اتفاق سے نہیں ہوتا؛ بلکہ مقدر

---

(۱) ”لیس لنا عبادة شرعت فی عهد آدم إلى الآن ثم تستمر فی الجنة إلا النكاح والإيمان“ (رد المحتار، کتاب النکاح :۳۵۵/۲)

(۲) وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝ (الکهف:۲۳-۲۴)

سے ہوتا ہے۔(۱)

فرمایا: ایمان کو اُس کی علامتوں کے ساتھ بیان کرو، اس سے ایمان کا ضعف (کمزوری) نظر آئے گا ورنہ ایمان ایک خیال بن کر رہ جائے گا۔

فرمایا: ایمان جتنے کمال کا ہوگا اتنا ہی نفاق کا خوف ہوگا۔(۲)

فرمایا: اسباب کو نبیوں ولیوں نے صحابہ نے کسی نے نہیں چھوڑا اللہ امتحان میں ڈالنا چاہتے ہی (کہ یقین سبب پر ہے میری ذات پر) اسباب سے وہ روکنا نہیں چاہتے۔(۳)

فرمایا: ایمان مؤمن کے اندر سے اتنا جلدی نکل جاتا ہے جتنا پہنے ہوئے کرتے

---

(۱) كل ما هو آت قريب، ألا إن البعيد ما ليس بآت، لا يعجل الله لعجلة أحد ولا يخف لأمر الناس، ما شاء الله لا ما شاء الناس، يريد الله أمرا ويريد الناس أمرا ما شاء الله كان ولو كره الناس، لا مقرب لما باعد الله ولا مبعد لما قرب الله، ولا يكون شيء إلا بإذن الله (المعجم الكبير للطبراني، حدیث نمبر:۸۵۲۳)

(۱) وقال ابن أبي مليكة: "أدركت ثلاثين من أصحاب النبي ﷺ، كلهم يخاف النفاق على نفسه"(صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر)

(۳) مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں: اسباب کا نہ کرنے والا زندیق (بے دین) اور پھر اسباب پر نظر رکھنے والا مشرک۔(ارشادات ومکتوبات،ص:۱۰۶) فرمایا: آج کل مخلوق اسباب پر نظر جما کر سب کام کو ترقی کی باعث سمجھ رہی ہے حالاں کہ اسباب اوامر کے بعد مرتب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا: ''کن'' تب زمین وآسمان بنے، یہ فرق اسباب اور اوامر کا ہے۔(ایضا،ص:۸۱) اسباب کو برتنا توکل کے خلاف نہیں؛ بلکہ اسباب پر نظر رکھنا توکل کے خلاف ہے۔(ایضا،ص:۶۱) اسباب کو اوامر کے ماتحت برتو نہ کہ اسباب کو یقین کا درجہ دے دو۔(ایضا،ص:۷۵)

کو نکال دیا جاتا ہے۔(۱)

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم نے کفر وشرک کی ظلمت کو ایمان کے ماحول میں آ کر سمجھا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اسباب پر نگاہ رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنا یہ کفر کا راستہ ہے۔

فرمایا: ہر وقت کی حاجت ہر وقت کی ضرورت پر اُس وقت کے سبب پر اُس وقت کے عمل کو مقدم کرنا آ جائے اتنی سی بات ہے، ہم علاج پہلے کرتے ہیں اور صدقات بعد میں کہ جی دیکھیں سارے ڈاکٹروں نے جواب دیا ہے اب بتاؤ کہ مریض کا کیا علاج ہے؟ (کہتے ہیں) ہاں اب تم اس کے لئے بکرا ذبح کرو۔(۲)

فرمایا: سب سے بڑی طاقت اللہ سے گمان کو ٹھیک کرنا ہے، گمان ٹھیک کرنا یہ ہے کہ اللہ کے وعدوں پر یقین آ جائے ہم مخلوق کے وعدوں پر یقین کر لیتے ہیں؛ لیکن خالق کے وعدوں پر یقین نہیں۔

فرمایا: جو اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کائنات کو اُن کے تابع کر دیتے ہیں اور جو کائنات پر یقین کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو کائنات کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

---

(۱) ”مثل الإيمان مثل قميصك ، بينا أنك قد نزعته إذا لبسته، وبينا أنك قد لبسته إذ نزعته “ (تاريخ دمشق لابن عساكر: ۱۱۱/۲۸)

(۲) بیانات سعد، ص:۱۱۷

اتباع سنت

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ میرے کام کا مقصد احیائے سنت ہے۔

فرمایا: سنتوں کا احترام زیادہ کیا کرو کہ سنتوں کے بغیر کوئی ولایت اور کوئی بزرگی نہیں۔(۱)

فرمایا: اتباع سنت کے بغیر ہدایت نہیں ہے۔(۲)

فرمایا: جو عمل بھی خلاف سنت ہوگا وہ امت کے فساد کا ذریعہ بنے گا۔

فرمایا: اسلام کی زینت اتباع سنت ہے۔

فرمایا: رواج اُسے کہتے ہیں جو فضائل کے استحضار سے اور سنت سے خالی ہو۔

فرمایا: سنت میں جاذبیت ہے، طائف کے باغ میں آپ ﷺ نے انگور کھاتے وقت بسم اللہ کہی تو عداس (باغ کا خادم) متاثر ہوا (اور اسلام قبول کیا)۔(۳)

فرمایا: سنتوں کو اپنانے میں شرم محسوس کرنے والا سنت کو مٹانے والوں میں سے ہے۔

---

(۱) ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران:۳۱)

(۲) ﴿وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ (النور:۵۴)

(۳) سیرت مصطفیٰ:۱/۲۷۳

فرمایا: جوعمل اور محنت سنت کے مطابق ہو وہ مجاہدہ ہے اور جوعمل ومحنت سنت کے بغیر ہو وہ مشقت ہے اللہ کا وعدہ (ہدایت کا) مجاہدے پر ہے، مشقت پر نہیں۔(۱)

فرمایا: ایمان کا مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) اتباع سنت ہے۔

فرمایا: حضرتؒ فرماتے تھے کہ وہ ساری علامتیں آج مسلمانوں کے اندر سے ختم ہوگئیں، جن کی وجہ سے مسلمان کو دور سے دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ کی یاد آتی تھی، اب تو ختنہ دیکھ کر مسلمان کی پہچان کی جاتی ہے۔

فرمایا: مسلمان کا اپنا امتیاز سنتوں کے احترام میں ہے، ورنہ آپ خود دیکھ لیں کہ کہیں ٹرین ٹکرا جائے یا کہیں زلزلہ آ جائے تو لوگوں میں دیکھنا پڑتا ہے کہ اُن میں مسلمان کون ہے؟

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ فرائض (نماز، روزہ، زکوۃ اور حج) کو پورا کرنا اسلام ہے؛ حالاں کہ فرائض دخولِ اسلام (اسلام میں داخل ہونے) کی شرائط ہیں اور اتباع سنت اصل اسلام ہے۔(۲)

فرمایا: اگر محنت میں رسول اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز اختیار نہ کیا گیا تو محنت کرنے والے اجر (ثواب) اور اثر (تأثیر، فائدہ) دونوں

---

(۱) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:۶۹)

(۲) بنى الإسلام على خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان (صحيح البخارى، رقم الحديث:۸)

سے محروم رہیں گے۔

فرمایا: اگر زندگی میں اتباع سنت نہ ہوتو کام والا ہونے کا دھوکہ ہے۔

فرمایا: ہم میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ سنت پرعمل کرتے تھے، سنت ہونے کی وجہ سے، ہم سنت کو چھوڑتے ہیں سنت ہونے کی وجہ سے۔

فرمایا: اس کام کی شان اتباع سنت ہے، اس لئے جو جتنا متبع سنت (سنتوں پر چلنے والا) ہوگا اتنا ہی اللہ کی طرف سے کام کے لئے منتخب ہوگا (چنا جائے گا)۔

فرمایا: جتنا ہمارا کام صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے ہٹے گا اُتنا کام کا اثر ختم ہوجائے گا۔

فرمایا: مسلمان سنتوں کو ہلکا سمجھ کر چھوڑ دے تو سب سے پہلے معاشرتی ارتداد (زندگی بسر کرنے کے غیر اسلامی طریقوں) میں پڑے گا۔

فرمایا: کام کرنے والوں میں اتباع سنت نہیں ہے تو دعوت کا کام ایک تنظیم بن جائے گا۔

فرمایا: اتباع سنت دعوت (بندگان خدا کو اللہ کی طرف بلانا) عبادت (نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ) اور عادت (کھانا پینا سونا وغیرہ) تینوں میں ہے۔

فرمایا: اس کام کی روح تواضع (عاجزی) اور عبدیت (بندگی) ہے جو اتباع سنت کے بغیر ممکن نہیں۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں غیر اسلام کا مطالعہ کتابوں سے نہیں کیا کرتے تھے اسلام کو مسلمانوں میں تلاش کرتے تھے۔

فرمایا: جن مشائخ کے یہاں اتباع سنت کی بہت اہمیت تھی ان کے خلفاء کم تھے۔

فرمایا: اب سنتوں سے استخفاف (ہلکا ہونا) ہوگیا ہے، اور سہولتوں (آسانیوں) کا ہجوم ہے۔

فرمایا: بات پہونچانے کے رواجی طریقہ غیر مسنون ہونے کی وجہ سے غیر مؤثر ہیں۔(۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اگر گدھے کی سواری پر کار کی سواری سے زیادہ فخر نہ ہو تو دل میں ایمان نہیں۔(۲)

فرمایا: کسی سنت کو ہلکا سمجھ کر چھوڑنا تکبر کی علامت ہے۔

فرمایا: جب رواج غالب آتا ہے تو لوگ سنتوں کی علتیں (وجہیں) پوچھتے ہیں (کہ یہ سنت کیوں ہے؟ اس سے فائدہ کیا ہے؟) ڈاکٹر سے نسخہ کے بارے میں نہیں پوچھتے کہ یہ نسخہ کیوں تجویز کیا گیا ہے؟

---

(۱) مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کام کو عام کرنے کے لئے رواجی طریقوں اخبار، اشتہار، پریس وغیرہ اور رواجی الفاظ سے بھی پورے طور پر پرہیز کی ضرورت ہے، یہ کام سارے کا سارا غیر رواجی ہے رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہونچے گی اس کام کو نہیں۔ اصل کام کی شکل دعوت، گشت، تعلیم، تشکیل وغیرہ ہیں۔ (ملفوظات واقتباسات، ص:۴۵، ملفوظ نمبر:۵۶)

(۲) آپ ﷺ کے پاس سواری کے مختلف جانور گھوڑے، اونٹ، خچر اور گدھے تھے، گدھے تین تھے، عفیر ا، جو مقوقس نے بھیجا تھا، ایک فروہ الجذامی نے بھیجا تھا، ایک حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً پیش کیا تھا۔ (اصح السیر، ص:۶۱۳)

نماز

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے براہ راست استفادہ کے لئے اللہ رب العزت کے اوامر کو حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر پورا کرنے میں سب سے اہم اور بنیادی عمل نماز ہے۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فرائض کے چھوڑنے کو کفر سمجھا جاتا تھا اور نوافل چھوڑنے والے کو عیب دار سمجھا جاتا تھا۔(۱)

فرمایا: دوستو! حاجت (ضرورت) کے پیش آتے ہی اگر نماز کا خیال نہ آیا تو ابھی نماز کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی۔(۲)

فرمایا: نماز کا چھوڑنا بھی حرام ہے اور اس کو بگاڑنا بھی۔(۳)

---

(۱) ترغیب:۲۳۲/۱

(۱) مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو حضور ﷺ کی طرح مسجد میں جاؤ گے تو لیڈروں کے آگے ہاتھ جوڑنا ختم، افسروں کی خوشامد کرنا ختم، رشوتیں کھلانا ختم اور سچی بات کہوں کہ بزرگوں کے پاس جا کر ان کو خدا کی طرح بنا کر پیر پکڑنا ختم، اب خدا نے تم کو ولایت کے راستے پر ڈال دیا وہ اِسی راستے سے بنے ہیں۔(دعوتی بیانات تخریج شدہ ایڈیشن:۱۴۶/۵)

(۲) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (الماعون:۴-۵)

فرمایا: بیماری کے زمانہ میں ایک عالم صاحب آئے اور مولانا الیاس صاحبؒ سے کہا: میں فتوی دیتا ہوں آپ نماز الگ کمرے میں پڑھ لیجئے، فرمانے لگے: کیا مرتے مرتے منافق ہو جاؤں۔

فرمایا: جو شخص رکوع کے بعد کمر پوری طرح سیدھی نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے۔(۱)

فرمایا: بگڑی ہوئی نماز بد دعا کرتی ہوئی جائے گی اب نماز کی دعا قبول ہوگی یا نمازی کی (نماز کی دعا قبول ہوگی)؛ کیوں کہ ہم نے نماز کو بگاڑ کر اس کو مظلوم بنا دیا ہے اور مظلوم کی دعا پہلے قبول ہوتی ہے۔(۲)

فرمایا: عبادت میں دل نہ لگنا یہ نظر کی خرابی (بدنگاہی) کی وجہ سے ہے۔(۳)

فرمایا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مسجد میں ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس کی نماز میں جلدی تھی، رکوع سجدے جلدی جلدی کر رہا تھا، دیکھ کر فرمایا: کہ اگر تو اسی نماز پر مر گیا تو قیامت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے

---

(۱) ”لا ينظر الله إلى صلاة رجل لا يقيم صلبه بين ركوعه وسجوده“ (مسند أحمد بن حنبل ، رقم الحديث: ۱۰۷۹۹)

(۲) واتق دعوة المظلوم، فإن دعوة المظلوم مستجاب(بخاری، کتاب الجهاد والسير ،رقم الحديث :۳۰۵۹)”ضيعك الله كما ضيعتنى“(مسند ابى داود طيالسى، رقم الحديث: ۵۸۶)

(۳) عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن النظر سهم من سهام إبليس مسموم، من تركها مخافتي أبدلته إيمانا يجد حلاوته في قلبه“(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث:۱۰۳۶۲)

ہوئے دین پر نہیں اُٹھایا جائے گا۔(۱)

فرمایا: حدیث میں ہے جس کی نماز برائی سے نہ روکے وہ نماز اس کو اللہ کے قرب سے دور کردیتی ہے۔(۲)

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز کا چھوڑنا غفلت ہے، نماز کو بغیر دھیان کے پڑھنا بھی غفلت ہے۔

فرمایا: جو آدمی اللہ کے قرب والے عمل (نماز) میں غافل ہے تو پھر دوسرے اعمال کا کیا؟ (اس کا کیا حال ہوگا؟)۔

فرمایا: جو اطاعت غفلت سے کی جائے گی وہ سستی پیدا کرے گی۔

فرمایا: کتنی بیماریاں ہیں جو نماز کو بگاڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں؛ کیوں کہ جو جسم عبادت کے لئے بنا ہے، اگر اُس جسم سے عبادت کو بگاڑا جائے گا تو جسم کے اندر بیماریوں کی لائن سے بگاڑ پیدا ہوگا، حضرتؒ فرماتے تھے ہر

---

(۱) عن حذيفة، أنه دخل المسجد، فإذا رجل يصلي من ناحية من أبواب كندة، فجعل لا يتم الركوع والسجود، فلما انصرف قال له حذيفة: "مذ كم هذه صلاتك؟" قال: مذ أربعين سنة، فقال حذيفة: "ما صليت مذ أربعين سنة، ولو مت وهذه صلاتك مت على غير الفطرة التي فطر عليها محمد"، ثم أقبل عليه يعلمه، فقال: "إن الرجل ليخفف الصلاة ويتم الركوع والسجود"(مصنيف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب في الرجل ينقص صلاته وما ذكر فيه وكيف يصنع؟، حدیث نمبر:۲۹۶۶،مسند احمد،حدیث نمبر:۲۳۲۵۸)

(۲) قال رسول الله ﷺ: "من صلى صلاة لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد من الله إلا بُعُدًا"(معجم ابن الأعرابي، حدیث نمبر:۱۹۰۵)

عضو کی بیماری کا پہلا سبب اُس عضو کا غلط استعمال ہے۔

فرمایا: کسی بھی کام کی عجلت کی وجہ سے (مثلاً: سفر ہو) قراءت کو مختصر کرلیں نہ کہ رکوع سجدوں کو بگاڑ دیں۔

فرمایا: حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے دو نمازوں کے درمیان ملاقاتوں کے لئے وقت فارغ کرنا اگلی نماز میں کمال پیدا کرنے کے لئے ہے۔

فرمایا: ایک دن ہم نے نماز پڑھائی تو اگلے دن ایک صاحب کہنے لگے کہ ہمیں ذرا جلدی ہے، اس لئے آج متقیوں والی نماز نہ پڑھائیں، میں نے کہا کہ کیا میں تمہیں فاجروں والی نماز پڑھاؤں۔

فرمایا: نماز میں عجلت کرنے اور نماز کو بگاڑنے کی وعیدیں دیکھا کرو۔

فرمایا: ہمارے اندر رکوع سجدے قومے اور قاعدے میں جلدی کرنے کا عام رواج اور عام مزاج ہے۔(۱)

---

(۱) حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ تعدیل ارکان واتیان سنن کا اہتمام نہیں کرتے نہ قومہ ہے نہ جلسہ ہے، رکوع بھی ہیئت مسنونہ پر نہیں، قیام بھی قدر قراءتِ مسنونہ سے کم ہے، قراءت میں بھی غلط صحیح کی خبر نہیں۔ (اصلاح انقلاب امت، ص: ۱۰۷) ہمارے حضرت والا (صاحب ملفوظات) تعدیل ارکان کا خوب اہتمام فرماتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا بھر کے لاکھوں مسلمانوں کی نماز درست ہورہی ہے، تعدیل ارکان کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے علامہ شیخ محمد آفندی حنفی متوفی ۹۸۱ھ کا کتابچہ "مُعَدِّلُ الصَّلاۃ" مترجم جس کے مطالعہ کا علامہ شامی نے تعدیل ارکان کے تحت مشورہ دیا ہے۔ (مکتبۂ احسان لکھنؤ سے چھپی ہے)۔

فرمایا: خدا کی قسم اللہ کے نبی ﷺ نے نماز کو تقسیم نہیں کیا کہ یہ علماء کی نماز ہے، یہ عوام الناس کی اور یہ دکاندار کی۔

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز کا چھوٹنا غفلت ہے نماز کو بغیر دھیان کے پڑھنا یہ بھی غفلت ہے۔

فرمایا: کسی کی نماز کامل ہو اور دین ناقص ہو یہ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: دین داروں کے منکرات کا سبب ان کی عبادت کا بگاڑ ہے۔

فرمایا: اذکار نماز (رکوع، سجدے، قومے اور جلسے میں پڑھی جانے والی دعائیں) کو ہم پڑھتے بھی نہیں اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے کہتے بھی نہیں؛ حالاں کہ ان اذکار کا نماز میں پڑھنا ثابت ہے۔(۱)

(۱) یہ اذکار حصن حصین اور معارف الحدیث جلد سوم میں دیکھے جاسکتے ہیں، ان اذکار کے بارے میں کتاب النوازل کے مصنف حضرت الاستاذ مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''الجواب وباللہ التوفیق: قومہ اور جلسہ میں طویل ذکر اور دعا کرنا امام اور منفرد دونوں کے لئے جائز ہے، یعنی ان دعاؤں کو پڑھنے سے نماز میں کسی طرح کی خرابی نہیں آتی، تاہم فقہاء احناف نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ جماعت کی نماز میں چوں کہ ہر طرح کے لوگ شریک رہتے ہیں؛ اس لئے امام کے لئے اولیٰ یہی ہے کہ وہ قومہ اور جلسہ میں زائد ذکر ودعا نہ کرے؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے بعض مقتدیوں کو گرانی ہوسکتی ہے؛ تاہم اگر کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے ان مواقع میں طویل اذکار اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا جماعت کی نماز میں عام طور پر تخفیف ہی کا معمول تھا؛ لیکن بعض مواقع پر آپ ﷺ نے بیان جواز کے لئے طویل اختیار فرمائی''۔

فرمایا: ایک صحابی نے عرض کیا میں تجارت کے لئے بحرین جانا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پہلے دو رکعت نماز پڑھ لو پھر تجارت کرو، تجارت سے نہیں روکا پہلے نماز پڑنے کا حکم دیا۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے میں نکل کر تم نمازوں کو ضروری سمجھو پانچ تو فرض (نمازیں) ہیں، ان کے علاوہ اشراق، چاشت، اوبین اور تہجد کا بھی مزید اہتمام کرو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ نماز کو بگاڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ساری شکلوں سے مسائل کے حل ہونے کا یقین ہے پر نماز سے مسائل کے حل ہونے کا کوئی یقین نہیں ہے۔

فرمایا: اپنی ضرورتوں کو نماز سے پورا کرنے کے لئے ایک نماز سے دوسری نماز کا انتظار کر کے اس سے (اس کے بعد دعاء کر کے) اپنی حاجتوں کو پورا کرانے کی مشق کرو۔(۱)

فرمایا: اُس سے زیادہ ناسمجھ کون ہوگا جو دعوت کے لئے عبادت کو کمزور کر رہا ہو۔

---

(۱) ”احملوا حوائجکم علی المکتوبة“ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاة، باب الرجل یصلی وھو متلثم، رقم الحدیث: ۴۰۴۰)

علم

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات سے براہ راست استفادے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اوامر (حکموں) کو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر پورا کرنے کی غرض سے اللہ والا علم حاصل کرنا۔

فرمایا: اس زمانے کی سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ لوگوں نے ہر چیز کے جاننے کو علم سمجھ لیا ہے، علم صرف وہ ہے جو حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر سنت ہے، اور اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتے ہیں۔(۱)

(۱) شیخ الاسلام ترجمان اہل سنت و الجماعت حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ تو ''جدید دور میں علم اور اس کا استعمال، فتنۂ الفاظ کا جائزہ'' کے تحت فرماتے ہیں: ''موجودہ دور کے علمی و ذہنی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ''فریب الفاظ'' کا بھی ہے، ایک لفظ جسے ہم بولتے ہیں، وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایسے حقائق پر مشتمل ہوتا ہے، جو بالکل صحیح و صادق، مقدس و متبرک، اور نہایت معقول و محمود ہے، مگر اسی لفظ کے عام لغوی معنی کی وسعت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے بہ طور تلبیس و تلمیع، ایک ایسے معنی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو بجائے مقبول ہونے کے مردود اور مذموم ہوتا ہے، اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مخاطب کو مغالطہ دے کر، محض خوش نما اور دل فریب الفاظ سے مسحور کر دیں''۔ آزادی، مساوات، تہذیب، ترقی اور اسی طرح کے اور الفاظ ہیں، جو اگر اپنے اصلی و حقیقی معانی میں مستعمل ہوں، نہایت محمود، مستحسن اور قابلِ تعریف ہیں، لیکن جب کسی زشت و شنیع مفہوم کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے یہی الفاظ بہ بطور نقاب استعمال ہونے لگیں، =

= تو یہ خالص تلبیس وخداع ہے۔ٹھیک یہی صورت آج کل،لفظ ''علم'' کے متعلق واقع ہوئی ہے۔کسی مسلم اسکول کا افتتاح ہو،کسی کالج کی بنیاد رکھی جائے،کسی یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کا جلسہ ہو،آپ دیکھتے ہیں کہ حضرات مقررین کس شد و مد سے ''علم'' کے فضائل میں،قرآنِ پاک کی بہت سی آیات اور رسول کریم ﷺ کی بے شمار احادیث پڑھتے رہتے ہیں،گویا اپنے اس طرزِ عمل سے مخاطبین پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جدید علم کے ایسے ایسے فضائل قرآن پاک میں موجود ہیں،حالاں کہ قرآن کریم کو ایک سرسری نظر سے پڑھ جایئے تو ظاہر ہوجائے گا کہ وہ خود علم کی دو قسمیں قرار دیتا ہے:ایک علم نافع مطلوب ومحبوب؛ دوسرا مضر ومردود......اس کے نزدیک ایک علم زہر ہے،دوسرا تریاق،ایک پاک شراب ہے، دوسرا محض سراب۔ایک سببِ ہلاکت ہے،دوسرا سامانِ نجات۔ایک آسمان کی بلندیوں پر اٹھانے والا ہے،دوسرا اسفل السافلین کی پستیوں میں پہونچانے والا۔جو علم اپنے اثرات کے اعتبار سے آخر کار خشیت الٰہی اور رغبتِ آخرت پر منتج نہ ہو،جو علم انسان کو خدا سے نڈر اور زندگی کے آخری انجام سے بالکل غافل کردے،جو علم ایسی مادی دنیا کی لذت وانبساط وشہوات حیوانیہ کو(خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ شکل میں ہوں)انسان کا معبود ٹھہرائے ،کیا ایسا علم بارگاہ رب العزت میں درخور اعتنا یا لائق التفات ٹھہر سکتا ہے؟یا قرآن حکیم اس کے اکتساب کی ایک لمحہ کے لیے بھی ترغیب دے سکتا ہے؟ قرآن تو ایسے علم کی نسبت صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے:﴿''فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ''﴾ (النجم :۲۹-۳۰)''تو منہ پھیر لے اس کی طرف سے،جس نے ہماری بات سے منہ پھیر لیا اور جس کا مقصد اس دنیوی زندگی سے آگے کچھ نہیں،ان کے علم کی رسائی اور پرواز یہیں تک ہے''اس کے بالمقابل ایک وہ لوگ ہیں،جو اللہ سے ڈرتے ہیں،اس کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں اور ادب وتہذیب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔اخلاقی پاکیزگی ان کا جوہر ہے،ایمان کے نور سے ان کے دل روشن ہیں۔غرض کہ علم ان کے اندر اِنابت الی اللہ،رحمت علی الخلائق کے اوصاف پیدا کرتا ہے،تو اسی طرح کے اولوا العلم کے حق میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ'' (المجادلة :۱۱)(عصری علوم،ص:۹۷-۱۰۴)

فرمایا: علم حاصل کرو علماء کی مجالس سے اور تربیت حاصل کرو اہل اللہ کی صحبت سے۔(۱)

فرمایا: صرف کتاب پڑھ کر عمل کر لینا یہ صحابہ کا طریقہ نہیں تھا؛ بلکہ حضور ﷺ کی صحبت سے صحابہ رضی اللہ عنہم علم لیا کرتے تھے۔

فرمایا: جس عمل میں علم اور احتساب (اجر ملنے کا یقین) نہ ہو وہ عادت ہے عمل نہیں۔

فرمایا: علم کو عبادت کے راستے سے لو ذہانت کے راستے سے مت لو۔(۲)

فرمایا: علم کے حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ لایعنی باتیں ہیں(۳)، دوسرے جہاں سے اور جن سے علم لیا جا رہا ہے ان کی بے ادبی ہے۔(۴)

فرمایا: صحابہ و تابعین کے زمانے میں طلبہ کو لایعنی بات ایسی چبھتی تھی کہ استاذ کو ٹوک دیا کرتے تھے۔

فرمایا: قرآن کی تعلیم کا اور دین کی بنیادی چیزوں کے سکھانے کا اہتمام ہر محلے والوں کا کام ہے اور یہ ہر مسجد کے مصلّی کی ذمہ داری ہے۔

فرمایا: اگر دین کے تقاضے کے لئے اعدائے دین (دین کے دشمنوں) کی زبان سیکھی جا سکتی ہے، تو معذورین کی زبان کیوں نہیں سیکھی جاتی۔(۵)

---

(۱) ''من فقه الرجل ممشاه ومدخله ومخرجه مع أهل العلم''(أخرجه ابن عبد البر في جامعه: ۱/۱۳۱)

(۲) ''اتق الله تكن أعلم الناس''(كنز العمال:۱۶/۱۲۸)

(۳) مسند أحمد بن حنبل ، رقم الحديث: ۱۷۳۸۹

(۴) ''وتواضعوا لمن تعلمتم منه''(أخرجه ابن عبد البر : ۱/۱۳۵)

(۵) ابن سعد: ۴/۱۷۴

فرمایا: اگر کسی کو دین پڑھانے قرآن سکھانے اور علم سکھانے کے لئے ہیں تنخواہ ملتی ہے تو یہ اس کے پڑھانے کا بدل نہیں ہے؛ بلکہ یہ اس شغل کا بدل ہے جس مشغلے (تجارت وغیرہ) سے اس کو ہٹا کر پڑھانے پر لگایا گیا ہے۔

فرمایا: آج ہمارے پاس جو علم ہے یہ پچھلوں کا عمل ہے اور آج کا عمل بعد والوں کے لئے علم بنے گا؛ ورنہ امت سے امت میں علم منتقل ہو اور عمل منتقل نہ ہو تو یہ معلومات ہیں۔

فرمایا: بعض آویں کہ جی مجھے کوئی ایسا مدرسہ بتاؤ جو تبلیغی مدرسہ ہو، میں نے کہا کہ تم تبلیغی مدرسہ تلاش کر رہے ہو میں چاہتا ہوں ایسا مدرسہ تلاش کرو جہاں یہ کام نہ ہوتا ہو کہ وہاں اس کام کو شروع کیا جا سکے۔

فرمایا: حضور ﷺ نے اپنے لائے ہوئے علم کو غیث کثیر (موسلا دھار بارش) بتلایا ہے۔(۱) جس میں بلندی اور حرکت ہوتی ہے، کنواں نہیں بتلایا؛ کیوں کہ اس میں جمود اور پستی ہے۔

---

(۱) عن أبی موسی، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: مثل ما بعثنی اللہ به من الهدی والعلم، مثل الغيث الكثير أصاب أرضا، فكان منها نقية، قبلت الماء، فأنبتت الكلأ والعشب الكثير، وكانت منها أجادب، أمسكت الماء، فنفع الله بها الناس، فشربوا وسقوا وزرعوا، وأصابت منها طائفة أخرى، إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ، فذلك مثل من فقه فی دين الله، ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم، ومثل من لم يرفع بذلك رأسا، ولم يقبل هدى الله الذی أرسلت به"(صحيح البخاری، كتاب العلم، باب فضل من علم وعلم، رقم الحديث: ۷۹)

فرمایا: دین کے کسی شعبہ کا انکار حضرت محمد ﷺ کے احکامات کا انکار ہے۔

فرمایا: مساجد میں قرآنی تفاسیر کے حلقے یہ ایسی چیز ہیں جس کی امت کو سخت ضرورت ہے، اگر ان کو ہلکا سمجھا گیا تو یہ بڑی محرومی کا سبب ہے۔

فرمایا: علمائے دیوبند کا جو مسلک ہے وہی ہمارا مسلک ہے۔

فرمایا: تبلیغی کام کرنے والوں کا اپنا کوئی رائے قائم کرنا انتہائی گمراہی اور فتنہ کا سبب ہے۔

فرمایا: یہ بات دل سے نکال دینا چاہئے کہ ہمارا ان مراکز کے علاوہ کوئی اور مرجع ہے، اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

فرمایا: میرے پاس سال والے آتے ہیں، میں انہیں پہلا مشورہ یہی دیتا ہوں کہ یکسوئی کے ساتھ سال لگاؤ اور پھر پڑھاؤ۔

فرمایا: تعلیم کا کوئی بدل نہیں سوائے جنت کے۔

فرمایا: کوئی جماعت نکلے اور اس کے ساتھ عالم نہ ہو یہ نقصان کی بات ہے۔

فرمایا: ہم یہ کبھی نہیں کہتے کہ مدرسہ چھوڑ و امامت چھوڑ و ہم تو یہ کہتے ہیں کہ انتظام کر کے جاؤ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد قرظی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ (مؤذن) طے کر اللہ کے راستے میں نکلتے تھے۔(۱)

فرمایا: اپنے بچوں کو علم الٰہی پڑھاؤ آج تو ساری محنت اور کوشش بچوں کو انگریزی پڑھانے پر ہے۔

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۶۲۸

علماء

فرمایا: تیسرے نمبر کا مقصد امت میں علم اور علماء کی عظمت پیدا کرنا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے علماء سے پوچھ کر چلنا یہ ایمان کی دلیل ہے ورنہ جس کے پاس ایمان نہ ہوگا اس کو علم سے کوئی رغبت نہیں ہوگی۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ علماء سے محبت کیا کرو اور علماء کی زیارت کو عبادت یقین کرو۔(۱)

فرمایا: امامت کے حق دار علماء ہیں؛ تاکہ تمام مسائل میں دینی اعتبار سے سب کی رہنمائی کریں۔(۲)

فرمایا: میری خواہش یہ ہے کہ ہر عالم اور مفتی مسجد کو وقت دے اور اُمت آکر مسائل معلوم کرے۔

فرمایا: ایک آدمی اپنی مسجد میں صبح یا شام وقت دیتا ہے اور شام کو کسی عالم کی مجلس میں چلا گیا، یا کسی مفتی کی فقہ کی مجلس میں یا کسی محدث کے درس میں تو کام کرنے والے کہتے ہیں کہ اوہو ہمارا کام یہ تھوڑا ہے، ہم تبلیغ والے

---

(۱) "أغد عالما أو متعلما أو مستمعا أو محبا ولا تكن الخامسة، فتهلك، والخامسة أن تبغض العلم وأهله" (طبرانی)

(۲) الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة. (الدر المختار:۱/۵۵۷)

ہیں، ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے وہ پڑھانے والے ہیں۔

فرمایا: مشورے میں علماء کو مقدم کرنا چاہیئے تا کہ یہ کام سیرت سے نہ ہٹے۔

فرمایا: علماء کے ٹوکنے کو ان کا اپنے اوپر احسان یقین کریں۔

فرمایا: یہ بڑی چوک ہے، کہ وقت لگائے ہوئے علماء کو وقت نہ لگانے والے سے افضل سمجھتے ہیں۔

فرمایا: علماء کو جاہل اوران پڑھ لوگوں میں جانا چاہیئے؛ تا کہ اپنے علم کا مصرف (خرچ کرنے کی جگہ) سمجھ میں آجائے۔

فرمایا: فارغ ہونے والے علماء تینوں کام: دعوت، تعلیم، تجارت ایک ساتھ کریں، تعلیم اور تبلیغ دونوں عمل ضروری ہیں، اس میں جو فرق کرتے ہیں وہ جاہل ہیں۔(۱)

فرمایا: بعض مرتبہ تو اپنی محنت سے شیطان ایک ایسی برائی پیدا کرتا ہے کہ کام کرنے والے کہہ گزرتے ہیں کہ ہمیں علماء کی ضرورت نہیں یہ شیطان کا وسوسہ ہے۔

فرمایا: آلات (واڑساپ، انٹرنیٹ وغیرہ) نے عوام کو علماء سے مستغنی (بے نیاز) کردیا ہے۔

---

(۱) حیاۃ الصحابۃ، الجمع بین الجہاد والعلم والجمع بین الکسب والعلم

طلبہ

فرمایا: طالب علم کا جتنا تعلق اللہ سے ہوگا اسی قدر اللہ کی طرف سے علم کا فیضان (فائدہ پہونچانا) ہوگا۔

فرمایا: مداخل علم (آنکھ، کان، زبان) کو پاکیزہ بناؤ کیوں کہ اللہ کا نور گندے راستوں سے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

فرمایا: کتابی نقوش اللہ تعالیٰ کی اطاعت تک پہنچنے اور اس کے نور کو حاصل کرنے کے صرف ذرائع ہیں علم کا نور تو اُسی کو حاصل ہوگا جو تعلق مع اللہ اور اتباع سنت کو پیش نظر رکھے۔

فرمایا: حصول علم کے تین بڑے اسباب ہیں: استغفار، تلاوت اور تہجد۔

فرمایا: علم کو حاصل کرنے کی سب سے بہتر جگہ مسجد ہے، مولانا الیاس صاحبؒ کا ملفوظ ہے کہ حوادث زمانہ (ضروریاتِ زمانہ) نے علم کو مسجد سے نکال دیا ہے۔

فائدہ: عام طور پر قدیم درسگاہیں پہلے مسجد ہی سے شروع ہوئی ہیں بعد میں جب طلباء کی تعداد بڑھی تو عمارتیں بنائی گئیں۔

فرمایا: طلبہ کہتے ہیں کہ جو بات مسجد میں بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہے وہ قیام گاہ میں سمجھ

میں نہیں آتی، جب بھی وقت مل جائے کتابیں لے کر مسجد میں آجایا کرو۔

فرمایا: عمل کرنے کا زمانہ فراغت کے بعد شروع ہوگا سمجھنا یہ شیطان کا حربہ ہے جو حصول علم کے زمانے میں ذکر، سنتیں اور نوافل کے اہتمام سے ہٹا دیتا ہے۔

فرمایا: علماء کی صحبت کے بغیر علم حاصل کرنا میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے کسی میڈیکل اسٹور سے ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر دوا لے کر کھا لینا۔ جتنا اس میں خطرہ ہے اس سے کہیں زیادہ خطرہ اس میں ہے۔

فرمایا: اللہ کے راستے کا خروج حصول علم کے لئے حارج (رکاوٹ) نہیں بلکہ معاون (مددگار) ہے؛ کیوں کہ نبوت کا ایک عمل دوسرے عمل کے لئے حارج کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: عصیان (نافرمانی) سے نسیان (بھول) پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج استغفار ہے۔

فرمایا: اب کہاں وہ مدرسین اور طلبہ؟ اگر مدرسے کا گھاس بکری نے کھا لیا تو کہتے تھے آج بکری کا دودھ مدرسہ میں بھیج دیا جائے۔

فرمایا: اگر کوئی طالب علم کسی شیخ سے کسی متقی عالم سے اپنی اصلاح کا تعلق رکھنا چاہتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ نہیں بھائی ابھی تو پڑھ رہا ہے؛ حالاں کہ یہی اس کے پابند ہونے کا وقت ہے۔

مدارس دینیہ

فرمایا: دینی مدارس کو اسلام کا قلعہ یقین کرو۔

فرمایا: اپنے بچوں کو قرآن پڑھائیں دینی مدرسوں میں داخلہ کرائیں۔

فرمایا: مدارس تبلیغ کی آمدنی (کمائی) ہے۔

فرمایا: مدارس کے تعاون کو اپنے مال کا سب سے بڑا مصرف (خرچ کرنے کی جگہ) سمجھو۔

فرمایا: مدارس پر خرچ کرنا سب سے بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

فرمایا: ہر جگہ کی عوام کو علماء سے جوڑنا اور ہر جگہ کی عوام کو مدارس اور مکاتب سے جوڑنا ہماری محنت اور کوششوں کا بنیادی مقصد ہے۔

فرمایا: مدارس سمندر ہیں، یہاں سے اُٹھنے والے بادل (علماء) ہر جگہ برسیں گے۔

فرمایا: جو مال اپنی خواہشات پر خرچ کر رہے ہو اُسے خواہشات سے بچا بچا کر مدرسوں پر خرچ کرو۔

فرمایا: فارغ ہونے والے فضلاء اپنی اپنی مساجد کو مدرسہ بنائیں۔

مکاتب قرآنیہ

فرمایا: مولانا الیاسؒ کے خطوط میں باقاعدہ مکتب کی ضرورت اس کے قیام اوراس کی تنخواہ کا انتظام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔(۱)

فرمایا: مسجد مسجد مکتب کی شکل قائم کی جائے۔

فرمایا: روزانہ کی ملاقاتوں میں گھر گھر یہ بات چلائیں کہ آپ لوگ اپنے بچوں کو قرآن سیکھنے کے لئے مسجد میں بھیجیں۔

فرمایا: مکتب صرف چھوٹے بچوں کے لئے نہیں؛ بلکہ بڑے بھی بیٹھ سکتے ہیں۔

---

(۱) مکاتب کے سلسلہ میں حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سومکتبوں کے اخراجات میں دینے کو تیار ہوں، مکاتب قائم کرو، اُن سے (بڑے) مدارس کو پانی ملے گا،مگر اس طرح کہ ایک عملۂ انتظامیہ (یعنی انتظامی کمیٹی) قائم ہو جو مواقع ضرورت کی تلاش (کہ کہاں اور کس گاؤں میں مکتب قائم کرنے کی ضرورت ہے)، مدرسین کا انتخاب اور مکاتب و مدرسین کی نگرانی کے نظام کو اپنے ذمہ لے کر مجھے مطمئن کردے، اس تحریک (یعنی مکاتب کے قیام کی تحریک) کے فروغ سے موجودہ معتمد حقانی مدارس جیسے ہزاروں مرکزی مدارس قائم ہوں گے اور ہر ہر مرکز کے ساتھ لاکھوں مکاتب وابستہ ہوں گے۔(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ،ص:۱۰)

ذکر

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اوامر میں اللہ تعالیٰ کے دھیان کے ساتھ مشغول ہونا ذکر ہے۔

فرمایا: ذکر کا مطلب صرف تسبیح کا پورا کرنا نہیں ہے، تسبیح تو اللہ کے دھیان کو لانے کا سبب ہے، اصل میں ذکر کہتے ہیں اللہ کے دھیان کو؛ کیوں کہ جتنے بھی اعمال (نماز تسبیح تلاوت) میں وہ صرف اللہ کے دھیان کو لانے کے سبب ہیں؛ اس لئے تبعاً ان کو ذکر کہا جاتا ہے۔

فرمایا: جو عمل بھی اللہ کے دھیان کے ساتھ ہو ذکر ہے، اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔

فرمایا: حضرتؒ فرماتے تھے ذکر کے لئے وضو کرو اور تنہائی کا کونہ تلاش کرو، اللہ کا ذکر اللہ کے غیر سے کٹ کر ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) "ورجل ذکر اللہ خالیا" خالی ہونے کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں، یہ عام مطلب ہے۔ دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو، اصل خلوت یہی ہے؛ اس لئے کہ اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں۔ (فضائل ذکر، حدیث نمبر:۱۶ کی تشریح)

فرمایا: بعض ہمارے ساتھ جماعتوں میں لگاتے ہیں وہ بیمار ہو کر آتے ہیں، دماغ میں خشکی آجاتی ہے، پاگل پنے کی باتیں کرتے ہیں، وجہ پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کسی کتاب میں کسی بزرگ کا وظیفہ پڑھ لیا اور خود سے پڑھنے لگے۔

فرمایا: گناہ (کے ارادے کے وقت) اللہ یاد نہ آئے غفلت ہے۔

فرمایا: حضور ﷺ نے اپنی امت کو معتدل اذکار بتلائے ہیں، اذکار مسنونہ میں سنت کی اقتداء کی وجہ سے جو انوارات اور اجر ہے دوسرے اذکار میں وہ بات نہیں۔

فرمایا: حضور ﷺ کے احسانات کا بدلہ چکانے سے عاجز ہونے کے دھیان کے ساتھ درود بھیجنا چاہئے۔

فرمایا: ساتھی ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھتا ہے تو اسے نیند آنے لگتی ہے؛ حالاں کہ ذکر اندر کی غفلت کو توڑنے کے لئے ہے۔

فرمایا: سب مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا کرو حضرت فرماتے تھے کہ مسنون دعائیں قبولیت کا راستہ دیکھی ہوئی ہیں۔(۱)

---

(۱) شاہ محمد یعقوب صاحب مجددیؒ فرماتے ہیں: ''دعاؤں کے جو مضامین اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمائے، اُن سے پہلے قبولیت کا فیصلہ فرمالیا، جس طرح کوئی حاکم جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو امیدوار کو خود ہی عرضی کا مضمون لکھوا دیتا ہے، یہ صرف ادعیہ ماثورہ کی خصوصیت ہے، بزرگوں سے جو دعائیں منقول ہیں وہ اس مرتبے کو نہیں پہونچ سکتیں، بزرگوں کی دعاؤں کی مثال پرندہ کی ہے جو خود اڑتا ہے اور قرآن اور حدیث کی دعاؤں کی مثال ہوائی جہاز کی سی ہے جو سینکڑوں کو لے کر اڑتا ہے؛ اسی لئے سورۃ الفاتحہ میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے:''إياك نعبد و إياك نستعين'' (صحبتے با اہل دل، ص:۷۷)

تلاوت

فرمایا: اللہ توفیق دے تو صبح صادق سے پہلے قرآن دیکھ کر پڑھ لیا کرو، چاہے تین آیتیں ہی کیوں نہ ہو۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے سارے بزرگوں کو اوراد ووظائف کرتے دیکھا مگر جتنا تیز رفتاری سے اللہ کا قرب صبح صادق سے پہلے قرآن دیکھ کر پڑھنے کا محسوس کیا اتنا کسی وظیفہ میں اور کسی ورد میں اور کسی عمل میں نہیں پایا۔

فرمایا: کلام اللہ سے اثر لینے کا رواج امت سے ختم ہوگیا حکومت کوئی بات کہے گی تو اس کا اثر لیں گے۔(۱)

فرمایا: صبح اُٹھ کر قرآن پڑھنے کا وہ تقاضہ نہیں جو اخبار پڑھنے کا ہے، حالاں کہ

(۱) جس کی بڑی وجہ تلاوت کے باطنی آداب کی رعایت نہ کرنا اور قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھنا ہے، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ’’قرآن کے معنی جاننے کی رغبت جس قدر کہ کم پائی جاتی ہے، قریب قریب نہ ہونے کے ہے، سخت افسوس کی بات ہے کہ جو اصل مدار ہے اسلام کا جو منبع ہے تمام دینی علوم کا جو اساس ہے دارین کے فلاح کا، جو خاص علاقہ ہے معاملہ وخطاب کا اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ سے اور آپ کی امت کو نہ خبر، نہ خبر کا شوق، ہماری اس جمود وخمود کی کوئی انتہا بھی ہے۔(اصلاح انقلاب امت، ص:۴۶)

اخبار میں بہت سی خبریں جھوٹی ہوتی ہیں اور قرآن میں سچی اور اچھی باتیں ہیں۔(۱)

فرمایا: جو لوگ تلاوت کا اہتمام نہیں کرتے انہیں علم کے متعلق عمل کے متعلق باتیں یاد نہیں آتیں۔

فرمایا: تلاوت کی وجہ سے خیر کی باتیں الہام کی جاتی ہیں۔

فرمایا: قرآن پڑھا کرو اور سمجھ کر پڑھا کرو۔(۲)

فرمایا: قرآن کی تلاوت سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

فرمایا: بلا سمجھے قرآن پڑھنے کی وجہ سے قرآن سے اثر لینا ختم ہو گیا ہے۔

فرمایا: قرآن کو صحیح پڑھنا فرض ہے زیادہ پڑھنا فرض نہیں ہے۔(۳)

فرمایا: تلاوت میں جی کا نہ لگنا دل کے گندے ہونے کی علامت ہے۔(۴)

---

(۱) تھانہ بھون میں عام سالکین وطالبین کو اخبار بینی کی ممانعت تھی، حضرت ممدوح کا ایک رسالہ بھی اس موضوع پر ہے، جس کا نام ہی ''اخبار بینی'' ہے، اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ اخبار صرف وہ لوگ پڑھیں جو اِس سے کام لیں اور اس کے اہل ہوں، دوسرے لوگوں کے لئے لایعنی اور موجب مفاسد ہے۔(صحبتے با اہل دل،ص:٦٧)

(۲) ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد:۲۴)

(۳) ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل:۴) یہ ملفوظ ان لوگوں پر رد ہے جو تلاوت کی مقدار کو بڑھانے کے لئے قواعد تجوید کی رعایت نہیں کرتے خاص طور سے تراویح میں۔

(۴) ''لو طهرت قلوبكم ما شبعت من كلام الله'' (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: ۳۰۰/۷)

اکرام مسلم

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے اوامر کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پابندی کے ساتھ پورا کرنا اور اس میں مسلمانوں کی نوعیت کا لحاظ کرنا اکرام مسلم ہے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کو بھی اچھی نگاہ سے دیکھنے کی مشق کرو۔

فرمایا: جس شخص سے ناگواری پیش آئے اس کو چھوڑ دیں اور جو احسان کرے اس کو لے لیں اس سے فرقہ بنتا ہے امت نہیں بنتی۔

فرمایا: اکرام مسلم کا مجاہدہ یہ ہے کہ جن سے طبیعتیں نہیں ملتیں ان کے قریب ہو جاؤ۔

فرمایا: ادنیٰ مسلمان کی تحقیر بھی آدمی کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔

فرمایا: اکرام یہ ہے کہ اپنا حق معاف کر دیں، دوسروں کا حق ادا کر دینا یہ اکرام کی اعلیٰ سطح نہیں ہے یہ تو وہ اکرام ہے کہ اگر نہ کیا گیا تو پکڑ ہوگی۔

فرمایا: اکرام کی مشق نئے لوگوں کے ساتھ چلنے میں ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ مسلمان کا اکرام اسلام کی وجہ سے کیا کرو اس لئے نہیں کہ یہ میری قوم کا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اکرام مسلم کا معیار اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر حضور ﷺ والے اخلاق آجائیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اکرام کے ذریعہ برائی کرنے والے کو اپنے سے اتنا قریب کرو کہ وہ تمہاری بات مان لے اگر پھر بھی وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ سے کہہ کر یعنی دعا کر کے اس کی اصلاح کراؤ۔

فرمایا: کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا ایسا ہے جیسے سونے والے کا ستر کھل جائے تو دوسروں کو بلا کر دکھانا۔

فرمایا: اکرام مسلم سے امت بنتی ہے، اور اکرام محسن (احسان کرنے والے کی عزت کرنے) سے شخصی تعلق بنتا ہے۔

فرمایا: ساتھیوں کو ان کی خطاؤں کے باوجود بے وزن مت کرو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ آنے والے کا ایسا اکرام کرو کہ اس کو شرم آنے لگے اور ایسی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آنے لگے۔

فرمایا: مسلمان کا گناہ ثابت نہ ہونے دو۔(۱)

فرمایا: کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا ایسا ہے جیسا سونے والے کا ستر کھل جائے تو دوسروں کو بلا کر دکھانا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ (یہ) کام اُن لوگوں سے لیتے ہیں جو مسلمانوں کا عیب دیکھ کر بھلا دیں۔

---

(۱) "آخذه بقوله وأتر كه بقوله" (کنز:۳/۱۱۷)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اغراض کے لئے کسی سے کوئی سلوک کرنا اخلاق نہیں ہے۔

فرمایا: ہم انہیں سلام کرتے ہیں جن کو جانتے ہیں، جن کو نہیں جانتے اُن کو سلام نہیں کرتے، جبکہ جان پہچان کی وجہ سے سلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔(۱)

فرمایا: معاملات کو بگاڑ کر دنیا میں عبادت کرنے والے اپنی ساری عبادتیں صرف دوسروں کے لئے کررہے ہیں۔(۲)

فرمایا: خیر کے متلاشی (تلاش کرنے والے) کو اپنے سے چھوٹے میں بھی خیر (بھلائی) نظر آتا ہے اور غیر متلاشی (تلاش نہ کرنے والے) کو اپنے سے بڑے میں بھی خیر نظر نہیں آتا۔

---

(۱) عن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "إن من إشراط الساعة أن يسلم الرجل على الرجل، لا يسلم عليه إلا للمعرفة" (مسند أحمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۳۸۴۸)

(۲) "أتدرون من المفلس؟..." (سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، رقم الحديث: ۲۴۱۸)

اخلاص نیت

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اوامر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے پورا کرنا اخلاص ہے۔

فرمایا: بتوں کا شرک بھی جہنم میں لے جائے گا (۱) اور عمل کا شرک بھی جہنم میں لے جائے گا (۲)۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اعمال میں ریاء (دکھلاوا) یقین کے ضعف (کمزوری) سے پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا: محنت کے بعد میرا کام کرنے والوں میں کیا درجہ بنا؟ (سوچنا) بس یہیں سے عمل میں ریاء شروع ہوتا ہے۔

فرمایا: ریاء کار کی نظر مخلوق پر رہتی ہے، اگر کوئی اس کے عمل پر تعریف کرے تو اس کی ہمت بڑھ جاتی ہے، ورنہ بیٹھ جاتا ہے۔

فرمایا: یہ کام (دعوت کا) اجتماعی ہے اور جو کام اجتماعی ہوتے ہیں ان میں ریا (دکھلاوا) کا اندیشہ ہوتا ہے؛ اس لئے استحضار رہے کہ میں کیوں کر رہا ہوں۔

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (النساء:۴۸)

(۲) صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة واستحق النار، رقم الحديث: ۱۵۲(۱۹۰۵)

فرمایا: اخلاص عمل کی زینت ہے۔

فرمایا: مخلص وہ ہوتا ہے جو محنت کر کے کام کرنے والوں سے کسی قسم کی شاباشی یا کم از کم پرانوں سے قرب نزدیکی کا طالب نہ ہو۔

فرمایا: اگر تم نے ایسا کر دیا (کام کرنے والوں کے نام پتے اور نمبرات انٹرنیٹ پر ڈال دیے) تو سمجھ لو کہ تم نے سارے کام کرنے والوں کے نام اعداء دین (دین کے دشمنوں کے حوالہ کیا اور یہ حکمت اور اخلاص کے منافی (خلاف) ہے۔

فرمایا: وہ آدمی مخلص ہو ہی نہیں سکتا جو یہ سمجھے کہ لوگوں نے مجھے پہنچانا نہیں۔

فرمایا: اپنے آپ کو شہرت سے اتنا چھپاؤ کہ تمہاری موت آئے تو کسی کو خبر نہ ہو کہ تمہاری تدفین کہاں ہوئی؟

فرمایا: غیر مخلصین کو اپنی شہرت سے قبولیت کا دھوکہ لگتا ہے۔

فرمایا: مخلص ہمت افزائی (ہمت بڑھانے) اور شاباشی کا متمنی (تمنا کرنے والا) نہیں ہوتا ہے۔

فرمایا: انسان کی خرید وفروخت ہر جگہ (حکومت سیاست تجارت وغیرہ) عام ہے، مال سے بچنے والے مخلصین ہی ہو سکتے ہیں۔

فرمایا: جو اپنا تعارف کرانا چاہے گا وہ مخلص نہیں ہو سکتا۔

دعوت الی اللہ

فرمایا: اپنے یقین وعمل کو درست کرنے اور سارے انسانوں کو صحیح یقین وعمل پر لانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ محنت کو سارے عالم میں زندہ کرنے کی کوشش کرنا۔

فرمایا: دعوت دینا تو ہر ایک کے ذمہ ہے (چاہے داعی اس چیز پر جس کی وہ دعوت دے رہا ہو) اس پر عمل کرتا ہو یا عمل نہ کرتا ہو، ہاں دعوت دینے والے کو چاہئے کہ وہ عمل بھی کرے کہ کہیں اس کی دعوت عمل سے خالی نہ ہو جائے۔(۱)

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے کی جہد (کوشش) سے خیر کی ساری راہیں (راستے) کُھل جائیں گی۔

فرمایا: جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے اس وقت آپ ﷺ امت کو تین باتوں کا حکم دیا: نماز (حقوق اللہ) غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک (حقوق العباد) حضرت اسامہ کے لشکر کی روانگی (دعوت)۔

---

(۱) ”مروا بالمعروف وإن لم تعملوا به كله، وانهوا عن المنكر وإن لم تجتنبوا كله“ (معجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر:۶۶۲۸، معجم الصغیر، حدیث نمبر:۹۸۱)

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے شیطان عبادت سے اتنا نہیں روکتا جتنا دعوت سے روکتا ہے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ کام ولی گر (اللہ کا دوست بنانے والا) ہے۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ تم ذاتی ترقی چاہتے تو کونہ سنبھالو اور چاہتے ہو کہ دینی انقلاب آئے تو محنت کرو، ہر ایک کے ذمہ امت ہونا اور قانت ہونا ضروری ہے، امت دوسروں کو دین سکھانے والے اور قانت اپنی ذات سے احکامات پر عمل کرنے والے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: آپ ﷺ نے ہر فرد کو داعی بنایا تھا، سو فی صد صحابہ دعوت والے تھے، اس دعوت کی عمومیت نے لوگوں کے اسلام میں آنے کا راستہ کھولا ہوا تھا، اسلام سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

فرمایا: سو فی صد صحابہ رضی اللہ عنہم دعوت پر مجتمع تھے؛ کیوں کہ انہیں دعوت کی ذمہ داری اسلام میں داخلے کے ساتھ دی جاتی تھی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا دریافت کیا اب میں کیا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو اور سارے مسلمانوں کو اس بات پر گواہ بناؤ کہ تم آج سے دین کی محنت کرنے والے ہو، انہوں نے کہا: "أشهد الله وأشهد من حضر أني مسلم مجاهد مهاجر"(۱)

---

(۱) حياة الصحابة، إسلام عكرمة وشهادته بكمال برّه عليه السلام:۱/۲۰۶

فرمایا: اس امت کی ذمہ داری مورچہ سنبھالنے کی ہے کونہ سنبھالنے کی نہیں۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ جس فکر سے تم کہیں قدم رکھو گے وہاں اس کے اثرات پڑیں گے۔

فرمایا: کسمپرس (بدحال) لوگوں کے پاس دعوت دینے جانا اس سے بڑھ کر اللہ کے قرب کا کوئی راستہ نہیں۔

فرمایا: مغفرت اس کام کے باغ کا پہلا پھل ہے۔

فرمایا: دعوت سے نسبت کافی نہیں بلکہ مناسبت ضروری ہے۔

فرمایا: اس کام سے مناسبت کی علامت یہ ہے کہ اعمال دعوت کے چھوٹنے کی وجہ سے اعمال میں کمی محسوس ہو۔

فرمایا: جس گاڑی میں بھی سفر کریں ہر ایک کو دعوت دیں ہر ایک سے ملاقات کریں یہ نہ دیکھیں کہ ہماری جماعت کا آدمی ہے یا کون ہے؟

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب یہ امت دین کی دعوت چھوڑ دے گی تو اپنے دین کی اہمیت اُس سے ختم ہو جائے گی۔

فرمایا: اگر تم نے مال داروں کے مال سے متأثر ہو کر دعوت دی تو وہ تمہاری بات سے ہرگز متأثر نہ ہوں گے۔

فرمایا: اُمت کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صرف وہ عمل رہ گیا جو قتال اور غیروں کو دعوت دینے میں تھا؛ لیکن اُن کا آپس میں ایمان و عمل کی دعوت دینے کا عمل اوجھل ہو گیا۔

فرمایا: اگر ہم نے اعمال دعوت (گشت،تعلیم، بیان، ملاقاتیں وغیرہ) کو اعمال عبادت (نماز، ذکر، تلاوت، دعاء وغیرہ) میں کمال پیدا کرنے کے لئے نہ کیا تو دعوت میں دوسرے طریقے غالب آجائیں گے۔

فرمایا: دعوت جہاد کا اول درجہ اور قتال جہاد کا آخری درجہ ہے،(۱) تو جو امت جہاد کے اول درجے (دعوت) پر عمل نہیں کرتی وہ جہاد کے آخری درجے (قتال) پر کیسے عمل کرے گی؟

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ جس عمل کو اپنے اندر لانا چاہتے ہو اُس عمل کی دوسروں کو دعوت دو۔

فرمایا: دعوت اور تعلیم دو متلازم (ایک دوسرے کے لئے لازم رہنے والے) شعبے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے کا متبادل (بدل) نہیں ہوسکتا، اگر ان دونوں کو متلازم نہ کیا تو اُن میں سے ایک کا استخفاف (ہلکا پن) پیدا ہوگا، اور ایک کا استخفاف بھی برائی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: جس طرح کوئی عمل نماز کا متبادل نہیں اس طرح کوئی شغل (مصروفیت) دعوت کے شغل کا متبادل نہیں ہے۔

فرمایا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نجات کے دو سبب ہیں (ایمان، اعمال صالحہ) حالاں کہ اللہ تعالیٰ نجات کے چار اسباب بتارہے ہیں: ایمان، اعمال صالحہ، تواصی بالحق (سچے دین کی آپس میں تاکید کرنا)، تواصی بالصبر (صبر وتحمل کی آپس میں تاکید کرنا)۔

---

(۱) اصح السیر، ص:۴۱۰

فرمایا: مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اپنے عمل کو قرآن وسنت کے تابع کرلینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے، ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لئے نہ ہوگا، خصوصا اپنے اہل وعیال اور احباب ومتعلقین کے اعمال سیئہ سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے، اگرچہ خود وہ کیسے اعمال صالحہ کا پابند ہو۔(۱)

فرمایا: ہم اس کام کو فرض کفایہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے خاندان سے ایک آدمی تبلیغ کے لئے فارغ ہے؛ حالاں کہ فرض کفایہ وہ کام ہوتا ہے جو دوسروں کے لئے ہو اور جو کام (داعی کی دعوت اپنے لئے ہے) اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے وہ فرض عین ہوتا ہے۔(۲)

فرمایا: کفار مکہ کو عبادت سے نفرت نہیں تھی وہ خود طواف کرتے تھے، دعوت سے نفرت تھی کوئی دعوت دیتا تو اس کی پٹائی کرتے تھے۔(۳)

(۱) معارف القرآن: ۸/۱۴/۸

(۲) ''مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تبلیغ فرض ہے ہر ایک مسلمان کا فرض عین ہے'' (ارشادات ومکتوبات، ص:۸۲)

(۳) عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما اجتمع أصحاب النبی ﷺ وکانوا ثمانية وثلاثين رجلا ألحّ أبو بكر على رسول الله ﷺ فی الظهور، فقال: "يا با بكر إنّا قليل" فلم يزل أبو بكر يلحّ حتى ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد كل رجل فی عشيرتهوقام أبو بكر فی الناس خطيبا ورسول الله ﷺ جالس، فكان أول خطيب دعا إلى الله وإلى رسول الله ﷺ وثار المشركون على أبی بكر وعلى المسلمين، فضُربوا فی نواحی المسجد ضربًا شديدًا" (حياة الصحابة: ۲۹۷/۱، كذا فی فضائل الصحابة)

فرمایا: لوگ ابو طالب کے پاس آپ ﷺ کو عبادت سے روکنے کے لئے نہیں آتے تھے؛ بلکہ دعوت سے روکنے کے لئے آتے تھے۔(۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جس چیز کو تم اپنے اندر پیدا کرنا چاہو اس کی دعوت دو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے یقین کے بننے کا راستہ دعوت ہے۔

فرمایا: صحابہ کے لئے اپنے دین پر استقامت کا بنیادی ذریعہ یہ تھا کہ وہ اپنے دین کے داعی تھے۔

فرمایا: جس موسم کو اللہ تعالیٰ داعی کے لئے لاتے تھے امت نے اس موسم کی وجہ سے دعوت کو چھوڑ دیا ہے۔

فرمایا: جس کام کے چھوٹ جانے کو صحابہ اپنے زمانے میں جرم سمجھتے تھے آج اُس کام کے چھوٹ جانے کو ہم گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

فرمایا: ایک ایک مسلمان کو دعوت کے ذریعہ دین کی طرف لانا یہ دین کی نصرت ہے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اپنی ذات سے پورے دین پر چلنے والا دین دار تو ہے مگر دین کا مددگار نہیں (کیوں کہ دین کا مددگار وہ ہے جو اپنی ذات سے دین پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو دین کی دعوت دے)۔

---

(۱) ’’یا عم لو وضعت الشمس في يميني والقمر في يساري ما تركت هذا الأمر حتى يظهره الله أو أهلك في طلبه ثم استعبر رسول الله ﷺ فبکی‘‘(حياة الصحابة:۳۵/۱)

خروج فی سبیل اللہ

فرمایا: خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے) کا ماحول ایسا تھا کہ منافقین خروج سے اعذار (بہانے) کیا کرتے تھے انکار نہیں کر پاتے تھے۔(۱)

فرمایا: وقت لگائے ہوئے ساتھیوں کی اکثریت کام سے بیٹھی ہوئی ہے؛ کیوں کہ وہ اِس کام کو دین سیکھنے کا وقتی مدرسہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا: میرے نزدیک جماعت کا اپنی جگہ سے آگے بڑھنا اس وقت تک مناسب نہیں، جب تک وہاں کام نظر نہ آنے لگے۔

فرمایا: مناسبت والوں کے ساتھ نکلنا سیاحت (پکنک) ہے۔

فرمایا: قدماء (پرانے) اور سال والے علماء کو سالانہ خروج سے مانع یہ خیال ہے کہ یہ کام صحابہ والا نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ﴿یَعۡتَذِرُونَ إِلَيۡكُمۡ إِذَا رَجَعۡتُمۡ إِلَيۡهِمۡ قُل لَّا تَعۡتَذِرُواْ لَن نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ﴾ (التوبة:۹۵)

(۲) ”تبلیغی حضرات کا جہاد فی سبیل اللہ یا مطلق فی سبیل اللہ کی آیات اور احادیث کو دعوت وتبلیغ پر محمول کرنا بالکل درست اور صحیح ہے، وجہ یہ ہے کہ محدثینؒ نے بھی اس قسم کی روایات کو کارِ خیر پر محمول فرمایا ہے، ہاں جہاد بمعنی قتال کی نفی جائز نہیں؛ بلکہ وہ بھی اعلاء کلمۃ اللہ اور دشمنوں کی سرکوبی کا ایک اہم ذریعہ ہے“ (فتاوی دارالعلوم زکریا:۱/۴۵۹)

فرمایا: علماء اور قدماء حضرت مولانا یوسفؒ کے بیانات بار بار پڑھیں؛ تاکہ معلوم ہو کہ اللہ کے راستے میں نکلنے میں تاخیر اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

فرمایا: ہم خیال ساتھی مل کر جماعت میں جائیں تو تربیت نہ ہوگی۔

فرمایا: اس کام کو اگر اللہ تعالیٰ کا امر (حکم) سمجھ کر نہیں کریں گے تو اتنے بہانے سامنے آئیں گے کہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگا کہ نکلوں یا نہیں۔

فرمایا: اللہ کے راستے کا نفر (نکلنا) دین کے قِوام (قائم کرنے) کا ذریعہ ہے۔

فرمایا: پچاس ساٹھ فیصد مجمع کام سے بیٹھا ہوا ہے، مجمع میں استقامت نہیں اس لئے کہ وجہِ خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے کی وجہ) سامنے نہیں، مجمع کے سامنے خروج میں تاخیر ہونے پر جو ناراضگی ہوئی اس کے واقعات نہیں ہیں۔

فرمایا: خروج اس کام کی خصوصیت ہے جو بیان اور مذاکرے اس کے بغیر ہوں، وہ ہمارا موضوع نہیں۔

فرمایا: ایک جماعت کے واپس ہونے سے پہلے دوسری جماعت بھیجنا سنت ہے۔

فرمایا: اس راستے کی نقل وحرکت اسلام کو پھیلائے گی اور مسلمانوں کو اسلام پر باقی رکھے گی۔

مشورہ

فرمایا: جس طرح امام بندھن ہے جماعت کا اسی طرح مشورہ بندھن ہے اجتماعیت کا، وہ بندھن امارت ہے۔(۱)

فرمایا: مشورے کا ادب کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے رائے دیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا پڑتا کہ آواز بلند کرو۔

فرمایا: اپنی رائے کو حق سمجھنا سیاست ہے۔

فرمایا: ہمارے مشورے کی بنیاد دین کے مٹنے کا غم پیدا کرنا ہے، صرف امور طے کرنا نہیں ہے۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے میاں سے فرمایا: تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے، بڑے میاں نے کہا نہیں، میرا بیٹا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بڑے کی رائے میرے لئے اہم ہے جوان کے ساتھ چلنے سے۔

(۱) مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ''امارت کی برکتیں احاطے سے باہر ہیں، ہمیں حکم ہے کہ اگر دو بھی باہر نکلیں تو ایک کو امیر بنالیں'' (ارشادات ومکتوبات، ص:۲۷) مولانا سعید احمد خان صاحبؒ فرماتے ہیں: ''جب کسی قوم کا امیر نہ ہو اور قوم کسی کے فیصلے پر راضی نہ ہو تو وہ قوم سخت خطرے میں آجاتی ہے۔ بغیر امارت کے حق غالب نہیں آسکتا اور حق والوں میں اتفاق نہیں ہوسکتا۔ امارت سے امت پن پیدا ہوتا ہے۔(مکاتیب:۴/۳۸۷)

فرمایا: مشورے میں علماء کو مقدم (آگے) رکھو تا کہ مشورہ شریعت کے مطابق ہو۔

فرمایا: مشورے میں بات صاف رکھ دو یہ مت سوچو کہ یہ بات اس طرح رکھی گئی تو ہمارے حق میں فیصلہ نہیں ہوگا، اس طرح رکھی گئی تو فیصلہ ہو جائے گا۔

فرمایا: اسلام کے قلعے کی مضبوطی وحدت کلمہ پر ہے اور وحدت کلمہ یہ ہے کہ جو بات مشورے سے طے ہو جائے ساتھی وہی بات کریں اور اس پر جمے رہیں۔

فرمایا: ہم خیال لوگوں سے مشورہ لینا سیاست ہے۔

فرمایا: ذاتی اور شخصی امور کو مشورے میں لانے سے آپس میں اختلاف ہوتا ہے۔

فرمایا: (بعض) لوگ مشورے میں حقیقت کو بدل کر اس طرح گھما پھرا کر بات رکھتے ہیں حدیث میں ہے کہ اگر ہم ان کے بارے میں فیصلہ کر دیں؛ لیکن وہ سمجھ لیں کہ ہم نے اُنہیں جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیا وہ خوش نہ ہو کہ بات چل گئی۔(۱)

فرمایا: جن کی رائے میں ذاتی فائدے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی رائے سے

---

(۱) ”عن أم سلمة، عن النبی ﷺ، قال: إنما أنا بشر وإنكم تختصمون إلي، ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض، وأقضي له على نحو ما أسمع، فمن قضيت له من حق أخيه شيئا فلا يأخذ، فإنما أقطع له قطعة من النار“ (صحيح البخاری، كتاب الحيل، باب إذا غصب جارية فزعم أنها ماتت...، رقم الحدیث:٦٩٧٦)

ذمہ داروں کو بے رغبت کر دیتے ہیں۔

فرمایا: جو لوگ دنیوی تقاضوں کو دبا کر مشورے میں آتے ہیں ان پر مشورے کے امور کھلتے ہیں۔

فرمایا: جس طرح نماز میں لقمہ دینے کے لئے دینی سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے اسی طرح مشورے میں رائے دینے کے لئے سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔

فرمایا: جس طرح امام کو لقمہ بازار اور اخبار میں نہیں دیا جاتا اسی طرح امیر کو رائے بازار اور فون پر نہیں دی جاتی۔

فرمایا: جس طرح دین کا اہم رکن نماز ہے اسی طرح دعوت کا اہم رکن مشورہ ہے۔

فرمایا: مشورے میں فیصلہ ہو جائے تو اپنی رائے بھول جائیں۔

فرمایا: مشورے میں بڑی بڑی برکتیں چھپی ہوئی ہیں۔

فرمایا: ساری اجتماعیت اس وقت ٹوٹتی ہے جب مشورہ نہج سے ہٹتا ہے۔

فرمایا: مشورہ کوئی کمپنی نہیں جس کے ممبروں اور سب سے رائے لینا اور سب کو متفق کرنا ضروری ہو۔

مسجد کی آبادی کی محنت

فرمایا: ہم نے ملاقاتوں کے ذریعہ ایمان والوں کو مسجد کی طرف بلایا تو سمجھ لو کہ ان کے لئے ہدایت کا دروازہ کھل گیا؛ کیوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔(۱)

فرمایا: مسجد کو آباد کرنے والوں کے لئے یہ وعدے ہیں: اللہ ان پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ ان کو راحت دیتے ہیں۔ ان سے راضی ہوتے ہیں۔ ان کو پل صراط سے بجلی کی طرح گزار دیں گے۔ جنت میں داخل فرمائیں گے۔ فرشتے غائب ہونے پر اس کو تلاش کرتے ہیں۔ بیمار ہونے پر عیادت کرتے ہیں۔ دنیوی کام میں ہوں تو مدد کرتے ہیں۔(۲)

---

(۱) "... وإذا أتـانـي مشيـا أتيته هرولة" (صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه، رقم الحديث: ۷۵۳۶)

(۲) وعـن أبـى الدرداء قال: سمعت رسول الله -صـلـى الله عليه وسلم -يقول: "الـمسجد بيت كل تقى وتكفل الله لمن كان المسجد بيته بالروح والرحمة والـجـواز عـلـى الـصـراط إلـى رضـوان الله إلى الجنة"(مجمع الزوائد، رقم الحديث: ۲۰۲۶)"إن غـابـوا يـفتقدونهم وإن مرضوا عادوهم، وإن كانوا في حاجة أعانوهم" (أحمد: ۴۱۷/۲)

فرمایا: لوگوں کو مسجد میں لانے کا داعیہ نہیں ایک ایک گھنٹہ گھر پر بات کرتے ہیں اور لوگوں کا بھی یہ ذہن بن گیا ہے کہ ہم سے ہمارے ماحول میں بات کرو۔

فرمایا: پانچ کام صرف مسجد کی جماعت کے نہیں ہیں؛ بلکہ پورے محلے کے لئے ہے، انہیں (مسلمانوں کو) اپنی دعوت میں لے لو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جو اپنے ماحول سے نکل کر باہر نہیں آیا وہ ایمان اور یقین کے ماحول سے کیسے متأثر ہو جائے گا۔

فرمایا: زمین اور آسمان کے درمیان ہر آفت کے پیش آنے کا ایک سبب مساجد سے امت کا بے تعلق ہونا ہے۔

فرمایا: صحابہ مساجد کی طرف ایسے چل کر آتے تھے گویا وہاں ان کی حاجتوں کا پورا ہونا انہیں یقین کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔

فرمایا: سارے عالم کی مساجد کو ایمان کی مجالس سے آباد کرنا (کام کا) بنیادی مقصد ہے۔(۱)

---

(۱) مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مسجدیں مسجد نبوی کی بیٹیاں ہیں؛ اس لئے ان میں وہ سب کام ہونے چاہئیں جو حضور ﷺ کی مسجد میں ہوتے تھے، حضور ﷺ کی مسجد میں نماز کے علاوہ تعلیم و تربیت کا کام بھی ہوتا تھا اور دین کی دعوت کے سلسلہ کے سب کام بھی مسجد ہی سے ہوتے تھے، دین کی تبلیغ یا تعلیم کے لئے وفود کی روانگی بھی مسجد ہی سے ہوتی تھی، یہاں تک کہ عساکر کا نظم بھی مسجد ہی سے ہوتا تھا، ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسجدوں میں بھی اسی طریقہ پر یہ سب کام ہونے لگیں۔ (ملفوظات مولانا الیاس صاحبؒ، ص: ۱۶۸-۲۰۷)

فرمایا: حضور پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عام معمول تھا کہ کوئی بات پیش آئی تو فوراً مسجد کی طرف دوڑتے۔

فرمایا: حضرت جیؒ سے دہلی والوں نے کہا تھا باہر پارکوں ہوٹلوں میں لوگ بیٹھے رہتے ہیں، اجازت ہو تو وہاں کام شروع کر دیں، حضرت ٹیک لگائے تھے، بیٹھ گئے اور فرمایا: ہم تو مسجد کی دعوت دیتے ہیں۔

فرمایا: پانچ کام مسجد کے کام کی ابتداء ہے، انتہا نہیں۔

فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ ۲۴ گھنٹے میں ہر وقت آنے والے کو مسجد میں تربیت اور علم و ایمان کا حلقہ ملے۔

فرمایا: اعمال مسجد اعمال نبوت اعمال ہدایت اور اعمال تربیت ہیں۔

فرمایا: مسجد سے بے تعلق ہونا یہ اللہ سے بے تعلق ہونے کی نشانی ہے۔(۱)

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ ساری کائنات کے نظام کو مسجد کے ذریعہ کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

فرمایا: مسجدوں کو آباد کرنے والوں سے جو عذاب مقدر ہوتا ہے وہ ہٹایا جاتا ہے۔(۲)

فرمایا: دور صحابہ میں جس علم کا اعلان مسجد سے ہوتا تھا، لوگوں کا اس پر عمل کے لئے آمادہ ہونا آسان ہوتا تھا۔

---

(۱) "من ألف المسجد ألفه الله "(مجمع الزوائد: ۱۲۵/۲)

(۲) فضائل نماز، ص: ۲۰

فرمایا: مسجد کے باہر دعوت دینے سے انکار نہیں؛ لیکن کوشش یہ ہو کہ مسجد میں ہو۔

فرمایا: ضدی کافر بھی مسجد آ کر متأثر ہوتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔(۱)

فرمایا: دلوں کے پلٹنے کی اصل جگہ مسجد ہے۔(۲)

فرمایا: مسجد کے ماحول کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

فرمایا: شیطان کے حملے سے بچنے کے لئے حدیث میں تین کام بتائے گئے ہیں: (۱) عوام کے درمیان رہنا (۲) جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا (۳) مسجد کو آباد کرنے کی فکر کرنا۔(۳)

فرمایا: باہر کی جگہوں پر محنت کر کے ان کو مسجد کے ماحول میں لانے کی کوشش کرو۔

---

(۱) عن أبی هريرة، قال: "بعث النبی صلی الله عليه وسلم خيلا قبل نجد، فجات برجل من بنی حنيف يقال له: ثمامة بن أثال، فربطوه بساری من سواری المسجد، فخرج إليه النبی صلی الله عليه وسلم فقال: أطلقوا ثمامة، فانطلق إلی نخل قريب من المسجد، فاغتسل، ثم دخل المسجد، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله" (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الاغتسال إذا أسلم، وربط الأسير أيضا في المسجد، رقم الحديث: ۴۶۲)

(۲) عن عثمان بن أبی العاص، أن وفد ثقيف قدموا علی رسول الله صلی الله عليه وسلم، فأنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم ..." (مسند أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۷۹۱۳)

(۳) عن معاذ بن جبل، أن نبی الله صلی الله عليه وسلم قال: إن الشيطان ذئب الإنسان ذئب الغنم، يأخذ الشاة القاصية والناحية، فإياكم والشعاب، وعليكم بالجماعة والعامة والمسجد" (مسند أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۲۲۰۲۹)

فرمایا: گھر پر بات کرنے سے انکار نہیں، مختصر بات کر کے سہولت سے مسجد کے لئے وقت لو۔

فرمایا: گھروں پر باتیں کرنے کا رُخ عام ہوگیا ہے، فتنوں کا دور ہے گھروں پر لمبی باتیں کرنا مناسب نہیں۔

فرمایا: ہم کام کرنے والے یہاں تک پہنچے ہیں کہ مسجد میں کام کرنے والوں کو پہنچانتے ہیں، مسلمانوں کو نہیں پہچانتے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ کان میں بات ڈالنا تبلیغ نہیں؛ بلکہ دل میں اتارنا تبلیغ ہے، دل میں اتارنے کا سبب مسجد کا ماحول اور اس کے اعمال ہیں۔

فرمایا: محلے کی دین داری اور بے دینی کا معیار مساجد ہیں، اگر مساجد اعمال سے آباد ہیں تو اُس علاقے میں دین داری ہے اور اگر مساجد آباد نہیں تو علاقے میں دین داری نہیں ہے۔

فضائل کی تعلیم

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس تعلیم کا موضوع نہ معلومات کو بڑھانا ہے اور نہ اپنی معلومات پر اعتماد (بھروسہ) ہے؛ بلکہ تعلیم کے حلقون سے احتساب بڑھانا ہے کہ اللہ ہمیں اس پر کیا دینے والے ہیں؟

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ فضائل کی تعلیم سے یہ چاہا جارہا ہے کہ امت کا یقین اسباب سے اللہ کے اوامر کی طرف پھر جائے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ کے یہاں تعلیم بیان سے اہم تھی۔

فرمایا: رحمتیں برکتیں اسی پر مسائل ساحل ہونا یہ سب چیزیں تعلیم کے ساتھ ملنے والی چیزیں ہیں اس کے مقاصد نہیں۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ کا معمول تھا کہ علماء کو بھی مسجد کی تعلیم کے حلقے میں بٹھاتے تھے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ فضائل کی تعلیم کم سے کم ایک گھنٹہ، زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ ہو۔

فرمایا: مقام پر ایک دن فضائل کی اور ایک دن منتخب کی تعلیم ہو اور خروج کے زمانے میں ایک وقت فضائل کی اور ایک وقت منتخب کی تعلیم ہو۔

فرمایا: تعلیم کرنے والا ایک حدیث کو دوبار یا تین بار حسب ضرورت پڑھے، تعلیم کے دوران مجمع کو متوجہ کرتا رہے کہ دیکھے بھائی آپ نے سنا نماز چھوڑنے پر کتنی سخت وعید ہے۔

فرمایا: تعلیم کرانے والا ہی حدیث کو دہرائے مجمع حدیث کو نہ دہرائے کتاب سامنے نہ ہونے کی وجہ سے غلطی کا قوی امکان ہے۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم دعوت اور عبادت پر جو وعدے ہیں انہیں سن کر فوراً عمل کرتے تھے، عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کھجوریں پھینک کر فوراً شہید ہوئے کہ مجھ سے جنت کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: اگر ٹرین میں بیٹھے ہوں تو تعلیم کا حلقہ ٹرین میں نہ کرو تعلیم کے حلقے میں یکسوئی ہونی چاہئے ساتھی مختلف جگہ بیٹھتے ہیں ادھر ادھر وہاں تعلیم کا حلقہ مشکل ہے۔

فرمایا: تعلیم کرانے والا تعلیم کرائے اگر لوگ کچھ دیر کے بعد اٹھ کر جانا چاہیں تو تعلیم کرنے والا یہ کہہ دے کہ اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں تعلیم کا عمل تو جاری رہے گا کم سے کم ہر مسجد میں آدھا گھنٹہ تعلیم کا عمل ہو۔

فرمایا: تعلیم کے دوران تعلیمی گشت کے ذریعہ لوگوں سے ملاقات کر کے مسجد میں لائیں۔

فرمایا: تعلیم کرانے والے عالم ہوں تو عربی عبارت ایک مرتبہ پڑھیں تا کہ حدیث کا نور ملے اور ترجمہ تین مرتبہ۔

فرمایا: تعلیم میں باوضو اور با ادب ہوکر بیٹھو کیوں کہ جتنا ادب ہوگا اتنا ہی حدیث کا نور ہوگا۔

فرمایا: روزانہ کی تعلیم کا لازمی جز چھ صفات ہے۔

فرمایا: ہماری تعلیم کا یہ حال ہے کہ ہم تعلیم کے اثر کو تعلیم کے حلقوں میں ہی چھوڑ کر جاتے ہیں۔

گھر کی تعلیم

فرمایا: گھر کے اعمال پر امت کو جس طرح ہدایت و تربیت کا یقین کرنا چاہئے تھا (قرآنی آیات اور سیرت صحابہ کو سامنے رکھ کر) وہ یقین ابھی خود کام کرنے والوں کو بھی نہیں ہے۔

فرمایا: باہر کتنا ہی بڑا شوری کا ساتھی ہو؛ لیکن گھر کی تعلیم میں اس کی شرکت اس یقین کے ساتھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اعمال (تعلیم، تلاوت، ذکر وغیرہ) میں تمام صفات کا پیدا کرنا اور ہر طرح کی گندگیوں اور گناہوں سے دور کرنا رکھا ہے۔

فرمایا: گھر کی تعلیم کو ہم معمولی سمجھتے ہیں (جب کہ) گھر کی تعلیم میں قلوب کا تزکیہ ہے، روزانہ گھر کی تعلیم میں اللہ کے راستے میں جانے کی ترغیب دو۔

فرمایا: گھر میں قرآن کی تصحیح کا حلقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا بنیادی سبب ہے۔

فرمایا: حضرت عائشہؓ نے گھر کی تعلیم سے وہ علم حاصل کیا کہ کبار صحابہ مشکل مسائل میں حضرت عائشہؓ سے رجوع کرتے تھے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے گھر کا جو فرد حق پر عمل نہیں کرے گا اسی کے راستے باطل گھروں میں داخل ہوگا۔

گشت

فرمایا: گشت کا کوئی بدل نہیں۔

فرمایا: گشت بہت بڑی طاقت ہے۔

فرمایا: گشت سے بڑھ کر اللہ کی رحمت کھینچنے والا کوئی عمل نہیں۔

فرمایا: بعض امراض عمومی گشت سے ختم ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: گشت باطل کی جڑوں کو کاٹنے والا عمل ہے۔

فرمایا: گشت میں ذرا بھی کمی آئی تو کام معطل (بے کار) ہوگا، جس طرح ریڑھ کی ہڈی خراب ہونے سے اعضاء معطل ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: گشتوں میں ملاقاتوں میں توحید کو بیان کرنا ہمارا موضوع ہے۔

مستورات کا کام

فرمایا: جس طرح عورت کو امت ہونے کے رشتے سے کاٹا نہیں جا سکتا اِسی طرح عورت کو دعوت کی ذمہ داری میں مرد کی ذمہ داری سے کم نہیں سمجھا جا سکتا۔

فرمایا: یہ خیال کہ جو تقاضے مرد پورے کر سکتے ہیں، دعوت کے یہ سطح عورتوں کی نہیں ہے یہ خیال غلط ہے۔

فرمایا: عورت کی صلاحیت کا استعمال اگر اعمال دعوت کے لئے نہ ہو تو باطل انہیں استعمال کرے گا، فتح مکہ کا بنیادی سبب حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کا وہ مشورہ ہے جس میں انہوں نے آپ ﷺ کو رائے دی تھی کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ نہ کہیں اپنا سر منڈھا لیں۔

فرمایا: اس پُرفتن دور میں جبکہ ایک مسلمان کا جذبہ بھی یہ ہو کہ وہ دنیا کے فنون اورحالت میں اول نمبر لاکر دکھلا دے۔ان عورتوں میں دین کا شوق وذوق پیدا کرنا یہ علمائے حق کا اخلاص اوران کی خدمات کا نتیجہ ہے۔

فرمایا: مستورات کا خروج اس لئے ضروری ہے کہ ہر گھر کے ۲۴ر گھنٹہ کا نظام دعوت وعبادت ذکر وتلاوت پر آجائے۔

فرمایا: جب آپ ﷺ نے ملک سے باہر جماعتیں بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو عورتوں

نے زیورات کا ڈھیر لگا دیا۔

فرمایا: بچہ کی فطری تربیت کی جگہ عورت کی گود ہے۔

فرمایا: میاں بیوی دونوں بچوں کو خادمہ کے حوالے کر کے کمانے کے لئے نکلتے ہیں، بچوں کی فطری تربیت کا نظام ختم ہو رہا ہیں؛ بلکہ ختم کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: مستورات کی تشکیل مسنون عمل ہے، آپ ﷺ نے ام حرامؓ سے فرمایا: ایک سمندر میں سفر کر کے جماعت جا رہی ہے کیا دعاء فرمادیں میں اسی میں شامل رہوں فرمایا: ام حرام تم اس میں شامل ہو۔(۱) یہ نہیں فرمایا کہ تم عورتوں کا کام نہیں خطرناک سفر ہے۔

فرمایا: عورتیں پہلے گھروں میں پیش آنے والے حوادث (انتقال وغیرہ) کو مردوں سے چھپاتی تھیں (کہ کہیں وہ فوراً پریشان نہ ہوں جیسے حضرت ام سُلَیمؓ نے اپنے لڑکے کے انتقال کی خبر اپنے شوہر کی بہت سلیقے سے بہت دیر بعد دی تھی) اب مردوں کو حوادثات کو عورتوں سے چھپانا پڑا ہے (کہ عورتوں کو اس کی خبر کون دے گا کہ وہ حادثہ کو برداشت نہیں کرتیں)۔

---

(۱) فقال ﷺ: "ناس من أمتي يركبون البحر الأخضر في سبيل الله، مثلهم مثل الملوك على الأسرة، فقالت: يا رسول الله! ادع الله أن يجعلني منهم، قال: اللهم اجعلها منهم، ثم عاد فضحك، فقالت له مثل -أو مم -ذلك، فقال لها مثل ذلك، فقالت: ادع الله أن يجعلني منهم، قال: أنت من الأولين، ولست من الآخرين" (صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب غزو المرأة في البحر، حدیث نمبر: ۲۸۷۷)

بیرون

فرمایا: بیرون کی تشکیل کے لئے ملکوں کے حالات اورنبیوں کے واقعات سنا کر تشکیل کرو۔

فرمایا: (ملکوں میں) مقامیوں کا اس کام میں نہ رہنا کام میں کمزوری کا بنیادی سبب ہے۔

فرمایا: عالم (دنیا) کا حال عملے کے سامنے بیان کروتا کہ ساتھیوں میں عالمی فکر پیدا ہو۔

فرمایا: اکثر عملہ ملکوں کے حالات سے بے خبر ہے۔

فرمایا: ملکوں میں کمزور جماعتیں جائیں گی تو ملکوں کے حالات اور تقاضے سامنے نہیں آئیں گے۔

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ باہر ملکوں پر استعمال کرنے کے لئے ساتھیوں کو اپنے پاس مدینہ طیبہ بلا کر رکھتے پھر تقاضوں پر روانہ کرتے تھے۔

فرمایا: ہر جوڑ میں بیرون کی بات کرو۔

فرمایا: جتنے اندرون وبیرون جانے والی جماعتیں ہیں، وہ نظام الدین کے

ترجمان ہیں، اور ترجمان مطیع ہوتا ہے۔ ترجمان کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ ترجمہ میں حذف واضافہ کرے۔

فرمایا: بیرون ممالک (دین کی محنت کے لئے) نہ جانا جرم اکبر ہے۔

فرمایا: جتنا عملہ ہندوستان میں وقت لگایا ہوا ہے، اس اعتبار سے بیرون کی جماعتیں کم ہیں۔

فرمایا: صف اول کے لوگ جب تک ان بیرون کی جماعتوں کو لے کر نہیں چلیں گے اس وقت تک ان ملکوں کی نوعیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

فرمایا: ہمارے کام کرنے والوں کے تصور میں ہندوستان کے آس پاس کے ممالک (ملیشیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، سری لنکا وغیرہ) میں چلا جانا بیرون کا عنوان بن کر رہ گیا ہے؛ حالاں کہ یہ تو ہمارے ملک کے مختلف محلے ہیں (قریب ہونے کی وجہ سے) اگر یہاں گئے تو ایسا ہوا کہ تم کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئے۔

فرمایا: چار چار ماہ (تین مرتبہ) لگانے کے بعد عالم میں پھرنے کا تقاضہ نہ ہو تو پھر اس کام سے کوئی مناسبت نہیں۔

حجاز مقدس میں کام

فرمایا: حجاز مُقدَّس (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سعودی عرب) کا تقاضہ سارے تقاضوں سے اونچا ہے۔(۱)

فرمایا: حاجیوں میں کام زمانۂ جاہلیت کے حج سے ہی شروع ہوا تھا۔(۲)

فرمایا: حج کے موسم کو دعوت کا موسم سمجھا جاتا تھا۔

فرمایا: حاجیوں میں محنت سارے عالم میں دین پہنچانے کا ذریعہ ہے۔(۳)

---

(۱) حجاز مقدس کے باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک چیز آپ کے یہاں سے چلی تھی اور ہم تک پہونچی آپ حضرات اُس وقت بھی اس کے اہل تھے اور اب بھی اِس کے اہل ہیں، دنیا نے آپ ہی سے دین سکھا ہے اور اب بھی آپ کو یہی کام کرنا ہے۔(تذکرہ مولانا یوسف، ص: ۱۲۵ بحوالہ ملفوظات واحتسابات، ص: ۱۱۹)

(۲) الإصابہ: ۳۱۲/۳

(۳) حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں: ''جہاں جہاں حجاج جمع ہوکر روانہ ہوتے ہیں ان سب جگہوں کے لئے جماعتیں روانہ کریں؛ تاکہ حجاج میں عمومی محنت کے ذریعہ حرمین مبارکین اور حضرت محمد ﷺ ودیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء امت رحمہم اللہ کے پھرے ہوئے علاقوں کے فیوض وبرکات امت میں عام ہوں۔(دعوت کے اہم اصول، ص: ۵۹)

شب گزاری

فرمایا: شب گزاری شب میں آنسو بہانے کے لئے ہے۔

فرمایا: شب گزاریوں کی سطح بڑھنی چاہئے ایک ہفتہ کا موقع دے کر مسجدوں پر ۴؍ ماہ کی جماعت بنانے کا تقاضہ ڈالیں۔

فرمایا: شب گزاری میں کھانے پکانے کی ضرورت نہیں، اگر کوئی جماعت مسجد کے قریب بھی ہو تو نہ بلاؤ۔

فرمایا: مسجد کی جماعت اپنے کھانے اور بستر کے ساتھ آئے (ورنہ دوسروں کا کھانے پر) مجاہدہ ناقص ہوگا اور مدعو ہوجاؤ گے، اللہ کے واسطے میری درخواست قبول کرلو۔

فرمایا: ہر مسجد سے جماعتیں نکلنے کی کوشش ہو رہی ہوگی تو شب جمعہ کا اجتماع صحیح نہج پر ہوگا اور کام کے بڑھنے کی شکلیں بنیں گی۔

کارگزاری

فرمایا: کارگزاری یہ نہیں کہ پرچہ سنا دیں، بلکہ کام پر نظر ہو۔

فرمایا: کارگزاری وہ دے گا جو محنت میں رہے گا تقاضے وہ پورا کریں گے جن کے سامنے کارگزاری ہوگی۔

فرمایا: کارگزاری لوگوں کے اسلام لانے کا ذریعہ بنی۔

فرمایا: ہم نے کتنا کام کیا؟ اس کو نہیں دیکھنا ہے؛ بلکہ کتنا کام باقی ہے؟ اس کو دیکھنا ہے۔

فرمایا: اعداد و شمار کا علم ہونا مقصود نہیں ہے یہ سوچنا ہے کہ امت اعمال صحابہ پر کہاں تک جمع ہوئی ہے۔

فرمایا: جتنا کام کر رہے اگر اس کی اجتماعی کارگزاری نہ ہوگی تو شیطان آسانی سے مایوسی کی طرف لے جائے گا۔

فرمایا: کارگزاری آپس کی اجتماعیت کا بنیادی عمل ہے، اِس سے وحدت کلمہ پیدا ہوگا۔

فرمایا: کارگزاری انبیاء علیہم السلام حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا مہتم بالشان عمل ہے۔

طبقاتی جوڑ وخروج

فرمایا: ہمارے کام میں طبقاتی جوڑ کا کوئی تصور نہیں؛ کیوں کہ ہمیں اِس کام سے طبقہ نہیں امت بنانی ہے۔(۱)

فرمایا: طبقاتی جوڑ پر امت کو جوڑنا گویا امت کو کاٹنا ہے۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ جو یہ کہے کہ اس برادری کی جماعت اس برادری میں کام کرے گی تو وہ امت کو کاٹنے میں لگا ہوا ہے۔

فرمایا: خروج میں بھی اجتماعات میں بھی (تمام طبقات کا) اختلاط اس کام کا مقصد ہے۔

فرمایا: مالداروں کے ساتھ رہے تو مال کے تذکرے ہوں گے مال دار غریبوں کے ساتھ رہے گا تو اسے اپنے مال کا مصرف نظر آئے گا، حضرت وائل

---

(۱) ایک ضرورت یہ ہے کہ تبلیغ سے تعلق رکھنے والوں کا یہاں ایسا مخلوط مجمع رہے جس میں ہر طبقہ اور ہر طرح کے لوگ ہوں، علماء بھی ہوں، اہل الذکر بھی ہوں، انگریزی تعلیم یافتہ بھی ہوں، تاجر بھی ہوں، غریب عوام بھی ہوں، اس سے ہمارے طریقۂ کار کے سمجھنے اور عملاً اس پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی اور ہم جو مختلف طبقات کا باہم اختلاط اور تعاون چاہتے ہیں اُس کی بنیاد بھی انشاء اللہ اس سے پڑ جائے گی۔(ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص:۸۵-۸۶)

(جوشہزادے تھے) کی تشکیل غریب شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی گئی تھی۔

فرمایا: کسی طبقے کے لئے کوئی جماعت مخصوص نہیں ان میں محنت کے لئے بھی مسجد وار جماعت ہے، ان تجربوں سے وقتی فائدہ ہے زیادہ نقصان ہے۔

فرمایا: ہمارا کام طبقاتی نہیں، اس سے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں، دعوت قائم نہیں ہوتی۔

فرمایا: طبقاتی طور پر امت کو ہرگز مت جوڑو ملاقاتیں تو ضرور کرو۔

فرمایا: خروج کا (ایک) مقصد امت کے طبقاتی فرق کو ختم کرنا ہے۔

فرمایا: جو طبقہ ابتدائی مراحل میں دعوت میں عوام کے ساتھ نہیں جڑے گا وہ آگے چل کر بھی نہیں جڑ سکتا۔

بیان

فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنا یہ ہمارا موضوع ہے۔

فرمایا: اس سے بات کراؤ جو کام میں یکسو ہو اور کام کی فکر غالب ہو۔

فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی غیبی مددیں بیان کرو، اس سے دل میں جماؤ پیدا ہوتا ہے۔(۱)

فرمایا: ہم چھ نمبر بہت جلد بول لیتے ہیں، بیان گھنٹوں کرتے ہیں، اس میں چھ باتیں نہیں ہوتیں۔

فرمایا: اب جو نئے مقررین پیدا ہو رہے ہیں انہوں نے کام کو حضرت مولانا محمد یوسفؒ کے نہج سے ہٹا دیا ہے۔

فرمایا: حق بات حق طریقے سے حق نیت سے جب بھی کہی جائے گی نقصان دہ نہیں ہوگی۔

فرمایا: ہمارے بیانات میں ایمانیات کی کمی حضرت مولانا یوسفؒ کے بیانات نہ پڑھنے کی وجہ سے ہے۔

---

(۱) وَكُـلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِىْ هٰـذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (ہود:۱۲۰)

فرمایا: تم کرامتیں بیان کروگے تو لوگ ذات سے جڑیں گے تم صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات بیان کروگے تو لوگ اللہ کی ذات سے جڑیں گے۔

فرمایا: ہم بیان کے بعد آرام کرتے ہیں، حالاں کہ عبادت میں لگنا چاہئے۔(۱)

فرمایا: اُس سے بیان کرایا کرو جو ایمانیات اور دعوت وتوحید کو زیادہ بولتا ہو۔

فرمایا: یہ ہمارے کام کا نقصان ہے کہ کام تقاروں (تقریر کرنے والوں) کے حوالے ہوگیا (یہ لوگ) مجمع کو معلومات سے اور اپنی لفاظی سے اپنی ذات کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔

فرمایا: اپنے بیانات میں صحابہ کے خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے) کے واقعات اور فضائل سناؤ۔

فرمایا: ہم صحابہ اور نبیوں کی مدد کے واقعات کو خوب بیان کریں۔

فرمایا: (بیان میں من گھڑت) قصے کہانیاں مت سنایا کرو۔

فرمایا: (بیان میں) اگر مجمع ہنس گیا تو ہمارا وزن گھٹ جائے گا۔

فرمایا: ہمارے بیان کا رخ یقینی اسباب کی طرف بلانا ہو غیر یقینی اسباب کی طرف نہیں۔

---

(۱) فَـاِذَا فَـرَغْـتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ قال الحسن اذا فرغت من الجهاد فـانـصـب فـي الـعـبـادة وقيل اذا فرغت عن التبليغ ودعوة الخلق فاجتهد من العبادة والاستغفار (جلالين: ۵۰۲)

فرمایا: سارے ساتھ اپنے بیانات میں بہت احتیاط کریں، چھ نمبر کے باہر نہ جائیں۔

فرمایا: بیان میں احتیاط کریں تصادم اور ٹکراؤ کا راستہ اختیار نہ کریں۔

فرمایا: اپنی کرامتیں اور اپنے ساتھ ہونے والی نصرتیں بیان نہ کرو اس سے یقین شخصیتوں کا پیدا ہوگا۔

حیاۃ الصحابہ ومنتخب احادیث

فرمایا: حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں نے حیاۃ الصحابہ میں لکھ دیا ہے۔

فرمایا: حیاۃ الصحابہ کام سمجھانے کے لئے پڑھوانا چاہتے ہیں؛ اس لئے پڑھنے والا سال لگایا ہوا عالم ہو کام میں یکسو ہو اور ذی استعداد ہو۔

فرمایا: حیاۃ الصحابہ کے پڑھنے کی مجمع کو عمومی ترغیب دی جائے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ میں نے حیاۃ الصحابہ اسی مقصد کے لئے لکھی ہے کہ یہ کتاب تسلسل کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

فرمایا: تم حیاۃ الصحابہ پڑھے بغیر حضرت کی مراد کو پہنچ نہیں سکتے۔

فرمایا: جو حیاۃ الصحابہ نہیں پڑھے گا وہ اس کام کو صحابہ کی نقل وحرکت سے نہیں جوڑ سکے گا۔

فرمایا: میں کہتا ہوں کہ حیاۃ الصحابہ روز پڑھا کرو خوب پڑھا کرو اس کتاب کے بغیر داعیانہ مزاج نہ بنے گا۔

فرمایا: حیاۃ الصحابہ کو لوگوں نے عربوں کی کتاب سمجھا ہے حالاں کہ جب کتاب لکھی گئی تو عرب کام میں لگے بھی نہیں تھے۔

فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیاۃ الصحابہ کام کرنے والوں کے حالات سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے کہ یہ یہ چیزیں پیش آئیں گی، یہ ہمارے لئے بڑی رہبر ہمارے ہے۔

فرمایا: منتخب احادیث کو پڑھا کر و حضرت منتخب سے چھ صفات کو یاد کرانا چاہتے تھے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ کے دل میں جو کچھ (یعنی کام کو صحابہ و سیرت سے مدلل کرنا) تھا وہ منتخب احادیث اور حیاۃ الصحابہ میں ہے۔

فرمایا: یہ کہنا کہ ابھی اس (کی تعلیم) کا مشورہ نہیں ہوا، یہ حضرت کی محنت کے ضائع کرنا ہے۔

فرمایا: ہم میں سے ہر ایک کے انفرادی مطالعے میں حیاۃ الصحابہ رہے، ہمیں پتہ تو چلے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا کیا ہے، اگر ایسا نہ کیا تو ہمارا راستہ الگ ہوگا، ان کا راستہ الگ ہوگا۔

قربانی اور تقاضے

فرمایا: جو لوگ (اس کام میں) جان نہیں لگاتے ان کے مال سے نقصان ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ مال کے ساتھ اپنی منشا چلانا چاہتے ہیں۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ کے راستے کی تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے تو اس امت کی ہدایت بھی نہیں چاہتے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جانوں کے قیمتی ہونے نے اللہ کے دین کو پھیلنے سے روکے رکھا ہے اور جب ہم اللہ کے دین پر اپنی جانوں کو قربان کریں گے تب ہی دنیا میں اللہ کا دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آئے گا۔

فرمایا: ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ ہو کہ میرا کام دنیا میں اللہ کی راہ میں شہادت کے مواقع تلاش کرنا ہے، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی جذبہ تھا۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جس کا تم نے مال لے لیا اس کی جان تم نہیں لے سکتے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جو اپنی ذات سے خرچ نہیں کرے گا اس کا مجاہدہ

ناقص (ادھورا) ہے۔

فرمایا: علماء نے لکھا ہے کہ جو تبلیغ دوسروں کے مال سے ہوگی وہ بے اثر رہے گی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ساری قربانیوں اور تعلق کے باوجود (ہجرت کے موقع پر) اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمائی۔(۱)

فرمایا: ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میرا تو معمول ہے سال لگانے والوں کے تعاون کرنے کا، میں نے کہا: یہ اُن کا تعاون نہیں ہے یہ ان کا نقصان ہے۔اپنے مال سے تین دن لگانا یہ دوسروں کے مال سے سال لگانے سے بہتر ہے۔

فرمایا: اس راستے کی ناگواریاں تربیت اور ترقی کا ذریعہ ہے جو ناگواری نہیں چاہتا وہ تربیت نہیں چاہتا۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے محسنین (احسان کرنے والے) اپنے مال سے مخلصین (اللہ کو راضی کرنے والے) پر غالب آجائیں گے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے تمہاری بات وہ مجمع لے گا جو تمہاری محنت سے جمع ہوا ہے۔

فرمایا: اس راستے میں جو تکلیف آوے اس کو صحابہ کی تکالیف میں تلاش کیا کرو

---

(۱) "قال أبو بكر: إن عندى راحلتين قد علفتهما من ستة أشهر لهذا فخذ أحدهما، فقال: بل أشتريها، فاشتراها منه، فخرجا، فكانا فى الغار"(كنز العمال، كتاب الهجرتين من قسم الأفعال، رقم الحديث: ۴۶۳۱۸)

کہ اس راستے میں تکالیف پر صحابہ کو اجر ملنے کا کیسا یقین تھا؟

فرمایا: اسلام تکالیف سے پھیلتا ہے اور کفر راحت سے۔

فرمایا: داعی جو تکالیف اُٹھاتا ہے وہ مدعو کی ہدایت کا ذریعہ بنیں گی۔

فرمایا: اس راستے میں آنے والی تکالیف کی کبھی شکایت نہ کریں بلکہ شکر کریں۔

فرمایا: حق کے قبول کرانے کے دوران آنے والی ناگواریاں داعی کی استقامت کو جانچنے کے لئے ہے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے: یہاں جو مجمع آتا ہے، وہ دو قسم کا ہے، ایک حالات لے کر آنے والے کہ پریشانیاں دور ہوں گی، دوسرے وہ لوگ جو وقت لے کر آتے ہیں فرمایا: یہ دونوں قسمیں کلمہ کی حقیقت تک نہیں پہنچیں گے، قربانی والے کلمہ کی حقیقت تک پہنچیں گے۔

فرمایا: بعض مرتبہ کسی بھی فن میں کام کرنے والوں کا اپنی قربانیوں پر نظر جمنا عجب پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: اس کام میں قبولیت کے دو سبب ہیں، اخلاص، اور قربانی۔

فرمایا: دینی انقلاب کا آنا دُعاۃ (دعوت دینے والے) کی عمل کی مدت پر نہیں؛ بالکل اُن کی قربانیوں کی مقدار بڑھنے پر ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے سہولتوں سے کفر اور مجاہدوں سے ایمان پھیلتا ہے۔

فرمایا: سب سے بڑا مجاہدہ امت کو عملی دین پیش کرنا ہے، غیروں کو ہدایت عملی دین سے ملتی ہے، کتاب عملی دین پیش نہیں کرسکتی۔

فرمایا: اگر احتساب نہ ہوگا تو لوگ اس کام کی ناگواریوں کی وجہ سے کام کو چھوڑ دیں گے۔

فرمایا: صوبوں کے تقاضے سہ ماہی مشوروں میں ہی لاؤ، درمیان میں مت لاؤ۔

فرمایا: مسجد کی جماعت فعّال (زیادہ کام کرنے والے) جب بنے گی جب تقاضے مسجد پر ڈالے جائیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب بھی مسلمان دعوت کے تقاضوں پر اپنی دنیاوی ترتیب کو سامنے رکھ کر نکلے گا تو شاید اس سے اُس کی ذاتی زندگی میں دین آجائے دنیا میں کوئی دینی انقلاب نہیں آسکتا۔

فرمایا: قربانیوں کی جس سطح پر ہمیں پہنچنا ہے ہم اس سطح کی دعوت دینے سے گھبراتے ہیں، یہ انحطاط (ترقی سے روکنے) کا راستہ ہے، ترقی کا راستہ یہ ہے کہ اُس سطح کی دعوت دو جس منزل پر پہنچنا ہے۔

عملہ

فرمایا: عملہ کا ذمہ داروں سے بار بار نہ ملنا خیانت کا وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: ایک مجمع ہوتا ہے اور ایک عملہ ہوتا ہے، مجمع کی سطح سے نکلیں گے، دین سیکھیں گے اور چلے جائیں گے، عملہ وہ ہے جو مرکزی مقام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مرکز میں ہو۔

فرمایا: ہماری سب سے اہم ذمہ داری عملہ تیار کرنا ہے۔

فرمایا: ایسا عملہ ہو جو مستقل پڑا رہے ایسا حضرت جی کے پاس تھا گھر کی شادیاں گزر جاتی تھیں، انہیں اجازت کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

فرمایا: عملہ اُس کو کہتے ہیں جو ایک فکر پر مجتمع ہو۔

فرمایا: عملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو ہمیشہ مسلسل ذمہ داروں کے ساتھ رہے، کسی بھی حال میں کام اور ذمہ داروں کو نہ چھوڑے۔

فرمایا: جو عملہ اپنے ذمہ داروں کے قریب ہوتا ہے وہی تقاضوں پر استعمال ہوتا ہے، جیسے جو دانہ چکی میں کھونٹی کے قریب ہوتا ہے وہی پستا ہے۔

صفات

فرمایا: حق کی دعوت میں جو ناگواریاں پیش آتی ہیں وہ داعی کی استقامت (جماؤ) کو جانچنے کے لئے ہے۔

فرمایا: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا ''جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راستہ بنائیں گے۔ مخرج کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اگر قرض ہو تو ادا ہو جائے، مقدمہ ہو تو بری ہو جائے، یہ تو مخرج کی ادنیٰ قسم ہے، مخرج کا مطلب دین کا کام کرنے والوں پر جو رکاوٹیں پیش آئیں وہ ان سے بچ کر نکلیں۔

فرمایا: اللہ سے جو معافی کا طلب گار ہوگا وہ مخلوق کو معاف کرے گا۔(۱)

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کام تو ایک سمندر کی مانند ہے جو مچھلی سمندر میں مرتی ہے تو پانی اس کو اوپر پھینک دیتا ہے۔

فرمایا: اس راستہ میں جتنی پرواز اور بلندی استغناء (لوگوں کے مال سے بچنا) سے ہوتی ہے، اتنی اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔

فرمایا: جو مال تقویٰ سے آئے گا تقویٰ پر خرچ ہوگا۔

---

(۱) ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (النور: ۲۲)

فرمایا: ہرایک کا معاملہ اپنے اللہ کے ساتھ براہ راست ہے کوئی کسی کو آگے بڑھا نہیں سکتا، اور نہ کوئی کسی کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

فرمایا: جس کے دل میں مال کی حرص ہو اس پر حکمتیں نہیں کُھلتیں۔

فرمایا: جب آدمی حق پر جمے گا تو اس کی مخالفت ہوگی یہ اللہ کی سنت ہے، ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ ایک آدمی حق پر قائم ہو اور سب اس کا ساتھ دیں۔

فرمایا: حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے ہر لمحہ پُر امید رہو ورنہ شیطان اُسی لمحہ مایوسی پیدا کرے گا۔

فرمایا: تربیت شکایتیں کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ تربیت عیب کو چھپانے سے ہوتی ہے۔

فرمایا: جو گناہ کر کے خوش ہو اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی جو گناہ کر کے غمگین ہوگا اللہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔

فرمایا: بسا اوقات حرام طریقے سے کمانے والے اپنے مال کو آفتوں سے بچانے کے لئے خیر کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں، اور اہل خیر اُسے اچھا سمجھتے ہیں۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ استقامت ایک مدت تک کام کرنے کو نہیں بلکہ کام پر مرنے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: اس زمانے میں تسلیم کافر (کافر کو مسلمان بنانے) سے زیادہ تکفیر مسلم (مسلمان کو کافر بنانے) کی کوشش ہے۔

فرمایا: منکر کو روکنا منکر طریقے سے یہ سب سے بڑا منکر ہے اور معروفات کے

ساتھ روکا جائے تو یہ بڑا فریضہ ہے۔

فرمایا: آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے صحابہ کی خوبیاں بیان کرتے تھے، اس لئے وہ آپس میں حسد نہیں کرتے تھے، بلکہ ان (خوبیوں والوں) کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔(۱)

فرمایا: نفر کا موضوع قتال نہیں احیائے دین ہے سب سے بڑی غلطی امت سے یہ ہوئی کہ صحابہ کے نفر (اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے) کو قتال (جنگ) پر محمول کیا ہے۔

فرمایا: مال کی محبت اور عزت کی چاہت جس میں یہ دو چیزیں ہوں گی اغلب (یقین کے قریب) ہے کہ (وہ) مداہن ہوگا۔

فرمایا: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کوئی مجھے گوبر کا بیٹا (ابن روثہ) کہے اس پر ایک گناہ معاف ہو تو مجھے یہ نام پسند ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے غنی (مالدار) اور فقر (غریبی) کا تعلق مال سے ہرگز نہیں ہے، غنی اور فقر کا تعلق دل کی کیفیت سے ہے۔

---

(۱) "عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أرحم أمتي بأمتي أبو بكر، وأشدهم في دين الله عمر، وأصدقهم حياء عثمان، وأقضاهم علي بن أبي طالب، وأقرؤهم لكتاب الله أبي بن كعب، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل، وأفرضهم زيد بن ثابت، ألا وإن لكل أمة أمينا، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح" (سنن ابن ماجه، فضائل زيد بن ثابت، رقم الحديث: ۱۵۴)

فرمایا: کسی کے (دعوت کے کام سے) پیچھے رہنے پر دل کے اندر خوشی کا پیدا ہونا محرومی کا بڑا سبب ہے۔

فرمایا: نبیوں والا کام لے کر چلنے کے لئے ابتلاءات (آزمائشوں) سے گزرنا طلوعِ شمس (سورج کے نکلنے) سے زیادہ یقینی ہے۔(۱)

فرمایا: کام کی نسبت دنیا کے لئے استعمال نہ ہو ورنہ کام سے محرومی ہو جائے گی۔

فرمایا: خیر کے کام میں تعاون نہ کرنے کی بڑی وجہ حسد ہے۔

فرمایا: سخت مجبوری ہو (بھوک کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو) تو سور کا گوشت کھانے کی اجازت تو ہے(۲) مگر غیبت کی اجازت نہیں ہے۔

فرمایا: لوگ کہتے ہیں سچ بولنا غیبت نہیں؛ حالاں کہ یہی غیبت ہے جھوٹ ہے تو یہ تو بہتان ہے۔(۳)

---

(۱) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أشد الناس بلاء الأنبياء، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم" (مسند احمد، رقم الحديث: ۲۷۰۷۹)

(۲) ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (البقرة: ۱۷۳)

(۳) "عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أتدرون ما الغيبة؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: 'ذكرك أخاك بما يكره" قيل: أفريت إن كان في أخي ما أقول؟ قال: "إن كان فيه ما تقول، فقد اغتبته، وإن لم يكن فيه فقد بهته"(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، رقم الحديث: ۷۰-(۲۵۸۹)

فرمایا: جو آدمی سوال کرے گا اس کا دل حکمت سے خالی ہوگا محدثین کو ان کے استغناء کی وجہ سے علم دیا گیا ہے، وہ بادشاہوں کے پاس نہیں جاتے تھے؛ ورنہ دیکھنے والے سمجھیں گے یہ سائل (مانگنے والا) ہیں۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں کو لے کر چلنے کی کوشش کرتے تھے اگر اُن کی مجلس سے کوئی غائب ہوتا تو اس کی فکر کرتے۔

فرمایا: اس راستے میں جو اپنا استقبال چاہے گا اس کو زیادہ شکایت ہوگی۔

فرمایا: ایک لڑکی سے زنا ہوگیا گھر والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اس کا عیب بتا دیں فرمایا: نہیں، پاک دامن کی طرح اس کی شادی کرو اگر عیب بتا دیا تو سخت سزا دوں گا۔(۱)

فرمایا: زنا کی سچی خبر دینے والا زنا کرنے والے سے زیادہ بُرا ہے۔(۲)

فرمایا: جس کے اندر ذرہ برابر کبر (بڑائی) ہوگا وہ اللہ کی چادر کو کھینچ رہا ہے۔(۳)

فرمایا: جس کو اپنی طاقت پر یقین فرشتوں کی طاقت سے زیادہ ہوگا، وہ (مخاطب کی بری بات وغیرہ) کا جواب دے گا۔(۴)

---

(۱) "تعمد إلى ستر ستره الله فتكشفه؟ لئن بلغني أنك ذكرت شيئا من أمرها لجعلنك نكالا لأهل الأمصار بل أنكحها نكاح العفيفة المسلمة" (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحديث: ۵۰۷)

(۲) حوالہ سابق

(۳) "العز أزاري والكبرياء ردائي فمن نازعني بشيء منهما عذبته" (الأدب المفرد، رقم الحديث: ۵۵۲)

(۴) حياة الصحابة: ۵۳۹/۲

فرمایا: مسلمانوں کی عیب جوئی (عیب تلاش کرنا) کرنا یہ راستہ تربیت کا نہیں بلکہ یہ راستہ فساد کا ہے۔

فرمایا: کام کرنے والوں کے پاس جو مال غلط طریقہ سے آئے گا وہ گمراہی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: ہم لوگ کسی کی ایک غلطی سے اس کے ہر کام کو غلط جانتے ہیں، ہمارے سامنے اس کی ایک بے اصولی ہے؛ لیکن اللہ کے سامنے اس کے نہ جانے کتنے نیک اعمال ہیں؟

فرمایا: جن میں خوبی دیکھو اُن سے حسد نہ کرو، جن میں کمزوری دیکھو اُن سے نفرت نہ کرو۔

فرمایا: لوگ کسی عیب کو دیکھ کر جلدی لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں؛ حالاں کہ فرشتے بھی گناہ لکھنے میں اس وقت تک تاخیر کرتے ہیں جب تک نیکی لکھنے والا فرشتہ اجازت نہ دیدے۔(۱)

فرمایا: ہمیں اس کام میں صرف اللہ کے سہارے چلنا ہے، حضرت فرماتے تھے کہ مخلوق کے سہارے سے تو جنازے چلتے ہیں۔

---

(۱) عن أبي أمامة أن رسول اللهِ صلى الله عليهِ وسلم قال: "كاتِب الحسناتِ عن يمِينِ الرجلِ، وكاتِب السيئاتِ عن يسارِهِ، وكاتِب الحسناتِ أمِير على كاتِبِ السيئاتِ، وإذا عمِل سيئة قال صاحِب اليمِينِ: دعهُ حتّٰى يُسبح ويستغفِر " (مسند الروياني، حديث نمبر:۱۲۱۵،انوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوي: ۱۴۱/۵)

فرمایا: ہمیں سب کی ضرورت ہے لوگ پیچھے ہٹنے والوں کو چھوڑ دیتے ہیں، آگے بڑھنے والوں کو روک دیتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ برعکس تھا۔

فرمایا: استقبال کے ماحول میں رہنا آدمی کے اندر عجب پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اخبار نہ پڑھو ورنہ ذہن ومزاج چالاکیوں کی طرف بڑھے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کب کسی سے کیا کام لیں گے پتہ نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، اذان کا طریقہ ایک صحابی کے دل میں ڈالا گیا۔(۱)

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ نے ابابیل سے ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کرنے کا کام لیا تو کیا تم اُن سے حسد کرو گے۔(۲)

فرمایا: فرمایا صحابہ کے دور میں فقراء چھپتے تھے مالدار ان کو تلاش کرتے تھے آج کے زمانے میں مالدار چھپتے ہیں انہیں فقراء تلاش کرتے ہیں۔

فرمایا: جو کام کے راستے سے آگے نہیں بڑھتے وہ فتنے میں پڑ جاتے ہیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے دعوت کا چمن پھلوں کا چمن ہے جو اس میں خنزیر بن کر داخل ہوگا وہ غلاظت حاصل کرے گا اور جو شہد کی مکھی بن کر داخل ہوگا وہ پھولوں سے رس چوسے گا اور شہد بنے گا۔

فرمایا: اس سے اللہ کبھی اصلاح کا کام نہیں لیں گے جو مؤمن کے عیب کو ظاہر کرے گا۔

---

(۱) مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۲۱۲۴ (۲) سورۃ الفیل

فرمایا: مسلمان کے عیب کو ظاہر کرنے والا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اُس عیب میں مبتلا نہ ہو۔(۱)

فرمایا: جس کی نگاہ اپنی کوتاہیوں پر ہوگی وہ آگے بڑھے گا جس کی نگاہ قربانیوں پر آئے گی وہ پیچھے ہٹے گا۔

فرمایا: آج مسلمان غیروں کی جانب سے تکلیف پہنچنے پر تقوی کے بغیر صبر کر رہے ہیں اور غیروں کے حق میں بددعائیں کر رہے ہیں، ان کے حق میں بددعا قبول نہیں ہوگی (جب تک تقوی نہ ہو) جیسے پوری دنیا کے چور اور مجرم مل کے پولیس کے حق میں بددعائیں کرتیں تو اُن پر عذاب نہیں آئے گا(؛ کیوں کہ چور اور ظالم مجرم ہیں)۔

فرمایا: داعی کے صبر سے مدعو کو ہدایت ملتی ہے۔

فرمایا: اس کام کی وجہ سے جو بھی ملے اس کو کام پر لگاؤ۔

فرمایا: اس کام میں ہر طرح کی تہمتیں لگائی جائیں گی (گھبرانے کی ضرورت نہیں)۔

فرمایا: جو لوگ اس کام میں مال اور منصب چاہتے ہیں وہ انصار نہیں ہو سکتے؛ انصار مدینہ نے مال طلب نہیں کیا اور نہ منصب چاہا۔

---

(۱) ”عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله“(سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب، رقم الحديث: ۲۵۰۵)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر مال کے رد کرنے (لوٹانے) کا مزاج نہیں تو اللہ تعالیٰ سے لینے کا مزاج نہیں بنے گا۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم (کسی عہدے یا کام پر) تقرری (مقرر ہونے) سے ڈرتے تھے اور معزولی (برطرفی) سے خوش ہوتے تھے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اگر اس چہار دیواری میں رہنے والا ایک سال تک بھی استعمال نہ ہوا اور اُسے خیال آئے کہ میرا استعمال نہیں ہوا تو یہ مخلص نہیں ہے۔

فرمایا: ہمارے کام میں غلطی کرنے والوں سے مذاکرہ ہے، مؤاخذہ (پکڑ) نہیں ہے۔ (جیسے مسجد میں پیشاب کرنے والے شخص سے مذاکرہ ہوا نہ کہ مؤاخذہ)۔

فرمایا: اللہ کے استغناء (بے نیازی) سے ایسے ڈرو جیسے اُس کے عذاب سے ڈرتے ہو۔

فرمایا: سب سے بڑا فتنہ کام کرنے والوں کے لئے مال ہے جو اُن کو دیا جائے گا کام کے عنوان سے اس کو وہ نصرت سمجھیں گے جب کہ وہ مصیبت ہے۔

فرمایا: نبی کی نبوت کو مال سے آزمایا جاتا تھا کہ قبول کریں تو بادشاہ ہیں ورنہ نبی۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے مال رد کرنا (لوٹانا) بھی سنت ہے۔

فرمایا: ہماری حاجت کا مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جانا اللہ تعالیٰ سے بے تعلقی کی علامت ہے۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کا مزاج یہ تھا کہ پرانے ہونے کے باوجود اگر نئے کو بڑھایا جاتا تو حسد نہیں کرتے تھے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب باہر سے لوگ آئیں تو اُن کے سامنے اچھے کپڑے پہنو تاکہ ان پر ہمارا حال ظاہر نہ ہو۔

فرمایا: مالیات کے بارے میں جتنی احتیاط ہوگی کام اُتنا مؤثر ہوگا۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم غیروں کے بارے میں چاہتے تھے کہ وہ ہمارے کام کے بن جائیں۔ یہاں اپنوں کے بارے میں خیال ہے کہ یہ ہمارے کام سے نکل جاویں۔

فرمایا: بدن کو عبادت کے لائق نہ بنانے کے لئے صرف ایک لقمہ حرام کا کھانا کافی ہے۔(۱)

فرمایا: اللہ تعالیٰ عمل کو دیکھ کر درجہ دیں گے لوگوں کی عقیدت اور نفرت کا کوئی اعتبار نہیں کہ یہ دونوں (کبھی) جہالت کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔

فرمایا: اِس راستہ کا ایندھن صبر ہے جیسے گاڑی کے چلنے کا ایندھن پٹرول ہے، یہ سوال ہی بے کار ہے کہ کب تک صبر کریں۔

فرمایا: گندے ارادے گندی روزی کا نتیجہ ہے۔

---

(۱) "وأخرج الحكيم الترمذی عن حنظلة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما جاء نی جبريل إلا أمرنی بهاتين الدعوتين اللهم ارزقنی طيبا واستعملنی صالحا"(الدر المنثور فی التفسير المأثور:۱۰۳/۶)

فرمایا: جب کارخانہ والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس کو چاہے کام دے اور جس سے چاہے کام لے لے تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ حق کیوں نہیں ہے کہ اللہ جس سے چاہے کام لے اور جس سے چاہے نہ لیں۔

فرمایا: کام کرنے والوں کے پاس جو مال غلط طریقہ پر آئے گا وہ گمراہی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: دنیا میں سب سے زیادہ گوشت انسان کا کھایا جاتا ہے، غیبت کرنا اپنے بھائی کا گوشت کھانا ہے، (۱) ہر جانور کے گوشت سے پیٹ بھر جاتا ہے، غیبت سے پیٹ نہیں بھرتا، انسان کا گوشت سب سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

فرمایا: مجمع کے ساتھ رہو اپنے اندر امتیاز پیدا نہ ہونے دو۔ (۲)

فرمایا: اعزاز کی چیزیں (بیان، منبر، کرسی وغیرہ) شہرت کی ہیں، قبولیت کی علامت نہیں۔

فرمایا: مخلص اپنے کارناموں سے ڈرتے ہیں اور ریاکار اپنے اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔

---

(۱) ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات:۱۲)

(۲) ”...عليكم بالجماع وإياكم والفرقة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد، من أراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة“ (سنن الترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، حدیث نمبر:۲۱۶۵)

پرانے اور نئے

فرمایا: زیادہ چلنا پرانے ہونی کی دلیل نہیں صفات قبولیت پر پرانا ہونا اصل ہے۔

فرمایا: پرانے وہ ہیں جن کی زندگی مشورے کے تابع ہو، پرانا وہ نہیں جو آزاد ہو۔

فرمایا: پرانوں کے ہوتے ہوئے نئے لوگوں سے کام لیا گیا اس کی سیرت میں بہت مثالیں ہیں، آپ ﷺ نے تلوار پرانے لوگوں کے ہوتے ہوئے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو دی (۱) (اس سے انہوں نے کئی مشرکوں کی کھوپڑیاں اڑادیں۔

فرمایا: ہماری محنت کا پہلا میدان وہ لوگ ہیں جو وقت لگائے ہوئے ہیں وہ تاجر کتنا ناکام ہوگا جو کمانے کی فکر میں کمائے ہوئے کی حفاظت نہ کرتے۔

فرمایا: پرانے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی مطالبہ نہ ہو۔

فرمایا: جو تالیف قلب (دلجوئی) کا طالب ہے خدا کی قسم وہ پرانا ہو ہی نہیں سکتا۔

فرمایا: پرانے لوگ نئے لوگوں کو لے کر نکلیں گم تو پرانوں کی ترقی ہوگی اور نئے لوگوں کی تربیت ہوگی۔

---

(۱) ذكر موسى بن عقبة أن رسول الله ﷺ لما عرضه طلبه منه عمر فأعرض عنه ثم طلبه منه الزبير فأعرض عنه فوجدا فى نفسهما من ذلك ثم عرضه الثالث فطلبه أبو دجانة فدفعه إليه فأعطى السيف حقه" (البداية والنهاية: ۱۹/۴)

اطاعت

فرمایا: کام کی بنیاد اطاعت پر ہے، صلاحیت پر نہیں ہے۔

فرمایا: جتنا اور جس طرح کرنے کو کہا جائے اُتنا اور اُس طرح کرنا مزاج نبوت ہے۔

فرمایا: جب امیر مامور کے تابع ہو جائے گا تو عزم جاتا رہے گا، اور سہولیات کا مطالبہ شروع ہو کر مجاہدے کا مطالبہ امت سے ختم ہو جائے گا۔

فرمایا: جو لوگ اطاعت کے امتحان میں حکم کا انکار کر کے محروم کر دیے جاتے ہیں تو وہ دوسروں کو گمراہ کرنے کا سبب بنتے ہیں، شیطان نے یہ نہیں کہا کہ میں سجدہ نہ کر کے ایک طرف ہو جاتا ہوں بلکہ کہا: تیری عزت کی قسم میں دوسرے تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا۔(۱)

فرمایا: ساتھیوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ امیر ہمارے تابع ہو تلاش کر کے امیر ایسے کو بنایا جاتا ہے جو صلح کل ہوتا کہ وہ ہماری صحیح غلط باتوں کو مان لے۔

---

(۱) ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِيْ الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾(الحجر: ۳۹-۴۰)

فرمایا: اطاعت کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل میں غور اور تاخیر نہ کی جائے اور نہ علتوں کو پوچھا جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی نہ وجہ دریافت کی اور نہ اس حکم کو پورا کرنے میں تاخیر کی۔(۱)

فرمایا: اللہ تعالیٰ کبھی معمول، کبھی جذبہ اور کبھی حیثیت کے خلاف حکم دے کر اطاعت کا امتحان لیتے ہیں۔

فرمایا: جس چیز میں انشراح نہیں اس کو مانا جائے یہ اطاعت کا کمال ہے، جمع قرآن (قرآن کو لکھنے) پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انشراح نہیں تھا حضرت عمر کو اصرار تھا۔

---

(۱) الصافات: ۱۰۲

اجتماعیت

فرمایا: حضرت فرماتے تھے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی صف کو اہل باطل کبھی نہیں توڑ سکتے جب تک خود کام کرنے والے مسلمان اُن کا ساتھ نہ دیں۔

فرمایا: جماعت اجسام (جسموں) کے جمع ہونے کو نہیں کہتے؛ بلکہ جماعت کہتے ہیں، قلوب (دلوں) کے جمع ہونے کو۔ تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى۔ اتحاد اُسے کہتے ہیں جو مومنین قانتین میں پایا جاتا ہے، تمام اغراض وخواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ کی رسی کو تھام رکھا ہے، اور اُن سب کا مرنا جینا اسی خدائے واحد کے لئے ہے۔(۱)

فرمایا: جس طرح اہل باطل کے پھٹے دل اسلام کو نہیں مٹا سکتے اسی طرح مسلمانوں کے پھٹے دل باطل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر تمہاری نمازیں ذکر وتلاوت عرش تک پہنچ جائیں اس وقت تک اللہ کی نصرت نہ آویگی جب تک آپس کی اجتماعیت نہ ہو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب تک مسلمان کے فعل کی تاویل نہیں کروگے

---

(۱) تفسیر عثمانی: ۲/۶۶۹

اس وقت مسلمانوں میں آپس کی اجتماعیت نہیں آسکتی۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اس کام میں لگنے والوں کی زندگی اجتماعی ہے، انفرادی نہیں، انفرادی کام بھی ایسے کریں جو (دوسروں میں) دین لانے کا ذریعہ بنے۔

فرمایا: بازار کے لوگوں کو بھیڑ کہتے ہیں اور مسجد کے لوگوں کو جماعت کہتے ہیں، کیوں کہ مسجد میں اطاعت ہے۔

فرمایا: حلقوں کی تقسیم سہولت (آسانی) کے لئے ہے تفریق (مسلمانوں کو باٹنے اور تقسیم کرنے) کے لئے نہیں۔

فرمایا: حق کو قبول کرلو چاہے وہ غیر کی طرف سے آئے یہ اجتماعیت کا سبب ہے، ناحق کو رد کرو چاہے وہ اپنوں کی طرف سے آئے۔

فرمایا: اطاعت اجتماعیت کے لئے ہے امارت کوئی سلطنت نہیں (کہ سب اس کے سامنے دبیں)۔

فرمایا: کوئی کتنی بھی صلاحیت والا ہو اس کا فائدہ مل کر رہنے میں ہے۔

فرمایا: کبھی صلاحیت (آدمی کو) اجتماعیت سے دور کر دیتی ہے کہ آپ تو مستقل ہیں الگ ہو جاؤ۔

فرمایا: اگر اجتماعیت نہ رہی تو باطل اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

فرمایا: کام کرنے والوں کی ساری قوت اجتماعیت میں ہوتی ہے جس طرح موج کی ساری قوت سمندر میں ہوتی ہے وہ سمندر میں موج اور باہر چھینٹ

بنتی ہے۔

فرمایا: اس کام میں اجتماعیت اصل ہے؛ اس لئے اس کام میں سونا اور کھانا بھی اجتماعی عمل ہے، صحابۂ کرام سفر میں آرام کے لئے بکھر جاتے تھے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ آرام بھی اجتماعی طور پر کرو۔(۱)

فرمایا: صحابہ میں اتنی اجتماعیت تھی کہ اگر کسی صحابی نے کسی کو امان دے دی تو وہ شخص تمام صحابہ میں مامون ہو جاتا تھا۔(۲)

فرمایا: کام کرنے والوں کے اعمال اللہ کے یہاں مقبول بھی ہو جائیں تو اجتماعیت کے بغیر اللہ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔

---

(۱) قال: أبو ثعلبة الخشني: "إن الناس إذا نزلوا منزلا -قال عمرو: كان الناس إذا نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم منزلا- تفرقوا فى الشعاب والأودية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن تفرقكم فى هذه الشعاب والأودية، إنما ذلكم من الشيطان" فلم ينزل بعد ذلك منزلا إلا انضم بعضهم إلى بعض، حتى يقال: لو بسط عليهم ثوب لعمهم"(سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر من انضمام العسكر وسعته، رقم الحديث: ٢٦٢٨)

(۲) حياة الصحابة: ٢/٢٩٥، طبع: المؤسسة الرسالة-بيروت

مرکزیت

فرمایا: ہمارا تعلق اس جگہ سے اتنا گہرا ہو کہ کوئی ہمیں یہاں سے بدظن نہ کر سکے۔(۱)

فرمایا: مرکز کی طرف آنا کسی کی ذات کی طرف آنا نہیں؛ بلکہ اجتماعیت کی طرف آنا ہے۔

فرمایا: مرکزی مقام میں رہنے سے عالمی فکریں پیدا ہوتی ہیں۔

فرمایا: یہاں کی ہدایات امانت ہیں، اس کی ادائیگی کی دو شرطیں ہیں: (۱) جو سنا ہے اس کو پیچھے والوں تک پہنچانا (۲) خود کا عملی میدان میں اترنا۔

فرمایا: ۱۹۴۷ء میں جب کہ حالات کشیدہ تھے، علماء نے مولانا یوسف صاحبؒ سے فرمایا: آپ مرکز نظام الدین چھوڑ دیجئے، تو مولانا نے فرمایا: میں مرکز نہیں چھوڑ سکتا، چاہے شہید ہو جاؤ، علماء نے فرمایا: جان بچانا فرض ہے، مولانا نے فرمایا: دین بچانے کے لئے جان دینا فرض ہے۔

---

(۱) مولانا سعید احمد خان صاحب مکی فرماتے ہیں: ’’کام کرنے والوں کا اپنے مرکز سے جڑا رہنا ہے اصل مرکز ایک ہی ہوتا ہے، پھر اس کے نیچے اس کی شاخیں ہوتی ہیں، جیسا کہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مرکز تھا، جو امیر اور خلیفہ کا مستقر تھا، اسی طرح ہمارا مرکز نظام الدین ہے جس سے ہر پرانے اور نئے کا جوڑ ضروری ہے اول وہاں جانے اور آنے کے اعتبار سے ثانیاً خط و کتاب کے اعتبار سے اپنے ہر مسئلہ کو وہاں سے پوچھ کر چلا جائے‘‘۔ (مکاتیب: ۴/۳۷۰)

اختلافات

فرمایا: باطل کی اجتماعیت دین کو اتنا نقصان نہیں پہنچائے گی جتنا دین کا نقصان اہل حق کے تفریق میں ہے۔

فرمایا: خیر کا کام کرنے والوں میں اچھے جذبے کے اصرار پر انتشار پیدا ہوتا ہے، جو بڑی خیر کے دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ اس کام کو اگر صحیح نہیں کیا تو جو فتنے صدیوں میں آنے والے ہیں، وہ ہفتوں میں آئیں گے۔

فرمایا: طبیعتیں معمول کی عادی ہونے کے بعد اضافے سے تشویش میں مبتلا ہوتی ہیں، جب کہ جو چیز صحابہ کی زندگی میں ہو اس کو چلانا کام والوں کی ذمہ داری ہے۔

فرمایا: کسی کو ضائع ہونے نہ دو سمجھا بجھا کر لاؤ وہ قابل رحم ہے نہ کہ قابل غضب۔

فرمایا: جزئیات میں الجھانا شیطان کا کام ہے۔

فرمایا: جو حق پر ہوگا وہ بے ادب نہ ہوگا جو حق پر نہیں ہوگا وہ بے ادب ہوگا چاہے اس کی آواز حق کی ہو۔

فرمایا: وہاں (حضور ﷺ کے پاس) کفار کی شکایت نہیں تھی، یہاں عملے کی شکایت ہے۔(۱)

فرمایا: دورِ رسالت اور دورِ خلافت میں فتنوں کا مقابلہ کام سے کیا گیا۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله بن جعفر ذی الجناحين قال: لما مات أبو طالب خرج النبی ﷺ إلى الطائف ماشيا على قدميه فدعا لهم إلى الله فلم يجيبوه فأتى ظل شجرة فصلى تحتها ركعتين ثم قال: اللهم إليك أشكوا ضعفی وهوانی على الناس أرحم الراحمين إلى من تكلني إلى بعيد يتجهمنی أم إلى قريب ملكته أمري فإن لم تكن ساخطا علي فلاأ بالی لك العتبي حتى ترضى ولا حول ولا قوة إلا بك أعوذ بنور وجهك الكريم الذی أضاء ت له السمٰوات وأشرقت له الظلمات وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة أن ينزل علي غضبك أو يحل علي سخطك" (الأحاديث المختارة: ۱۸۱/۹)

(۲) فكسع رجل من المهاجرين، رجلا من الأنصار، فقال الأنصاری: يا للأنصار، وقال المهاجری: يا للمهاجرين، فسمع ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "ما بال دعوى الجاهلية؟" قالوا: يا رسول الله، كسع رجل من المهاجرين رجلا من الأنصار، فقال: "دعوها فإنها منتنة" فسمع بذلك عبد الله بن أبی، فقال: فعلوها، أما والله لئن رجعنا إلى المدين ليخرجن الأعز منها الأذل، فبلغ النبی صلى الله عليه وسلم فقام عمر فقال: يا رسول الله: دعنی أضرب عنق هذا المنافق، فقال النبی صلى الله عليه وسلم: دعه، لا يتحدث الناس أن محمدا يقتل صحابه"(صحيح البخاری، كتاب تفسير القرآن، رقم الحديث: ۴۹۰۵)ثم مشى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس يومهم ذلك حتى أمسى، وليلتهم حتى أصبح، وصدر يومهم ذلك حتى آذتهم الشمس، ثم نزل الناس، فلم يلبثوا أن وجدوا مس الأرض فوقعوا نياما، وإنما فعل ذلك ليشغل الناس عن الحديث الذی كان بالأمس، من حديث عبد الله بن أبی" (البداية والنهاية: ۱۹۰/۴)

فرمایا: ہماری نظریں ہمارے معمول تک محدود ہیں، اس لئے اختلاف ہو رہا ہے کہ یہ نئی چیز کیوں لائی گئی ہے، اگر طریقۂ محنت کو باندھ دیا گیا تو امت جمع نہ ہوگی، کام کا طریقۂ کار براہ راست حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

فرمایا: ہمیں امت کو اختلاف سے نکالنے کے لئے بصیرت کے ساتھ سیرت کی طرف واپس جانا ہوگا۔

فرمایا: معترض کے پاس کام نہیں ہے اگر آپ اس کے اعتراض کا جواب دینے میں لگ جائیں گے تو آپ کے پاس بھی کام نہیں۔

فرمایا: آدمی (اس کام میں) بے جا مطالبوں کی وجہ سے محروم ہوتا ہے۔

فرمایا: تعلقات کی وجہ سے مدد کروگے تو حق کو نقصان پہنچے گا حق کی مدد کرو چاہے اس پر چلنے والا غیر ہو، باطل کی مذمت کرو چاہے اس پر چلنے والا اپنا بھائی ہو۔

فرمایا: مسئلوں کا حل اس کام کے علاوہ میں نہیں ہے، کام کے علاوہ میں حل وہ لوگ تلاش کرتے ہیں جن کو کام پر بصیرت نہیں۔(۱)

فرمایا: بعض مرتبہ ذات سے اختلاف کرنا آدمی کو حق کے انکار تک پہنچا دیتا ہے۔

فرمایا: آپس کے اختلاف کا سبب تنہائی کی معصیت ہے۔

فرمایا: ہماری بات یاد رکھو زمانۂ جاہلیت کی عصبیت اور اہل باطل کی عصبیت وہ

---

(۱) مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا: ''مسلمان کی بلائیں ٹلنے کا تبلیغ میں مر مٹنے کے سوا اور کوئی علاج نہیں'' (ارشادات ومکتوبات، ص:۴۳)

حق کے لئے اتنی مُضِر (نقصان پہنچانے والی) نہیں ہے جتنی اہل حق کی عصبیت اہل حق کے لئے مضر ہے، کیوں کہ اہل باطل کی عصبیت باطل ہوتے ہوئے حق کا انکار کرے گی اور یہاں اہل حق کی عصبیت اہل حق کا حق پر ہوتے ہوئے انکار کرے گا اور یہ بڑی محرومی کا سبب ہے کہ اہل حق اہل حق کی بات کا انکار کریں۔

فرمایا: باطل کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ ان کے بڑوں کا اعتماد ختم کردو، سب سے آسان راستہ کام کو ضائع کرنے کا یہ ہے کہ ان کے عملہ کا اعتماد ختم کردو۔

فرمایا: مسجد ضرار (جس کو منافقوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی تھی) آپ ﷺ نے چند لوگوں کو بھیجا اور مسجد جلادی، پھر وہ جگہ ثابت بن اقرم کو دی وہ کہتے ہیں کہ جب تک میں اس گھر میں رہا بے اولا د رہا، یہ افتراق کی نحوست تھی، میں نے انڈوں پر مرغی بٹھائی کبھی بچے نہیں نکلے کبوتر نے انڈے نہیں دیے۔(۱)

فرمایا: حق کو چلانے کے لئے جب باطل کا سہارا لیا جاتا ہے تو باطل کو فروغ ملتا ہے۔

فرمایا: آدمی حق پر ہو اور سب اُس سے خوش ہوں اس کی مثال کسی بھی دور میں نہیں ملتی۔

---

(۱) معارف القرآن: ۴/۴۶۲

اجتماعات

فرمایا: اجتماعات کو پرانوں کے اٹھانے کا ذریعہ بنائیں۔

فرمایا: حضرت کا معمول تھا کہ سال ڈیڑھ سال بعد اجتماع کی تاریخ دیتے اور عزائم پورے ہوتے تو ٹھیک ورنہ تاریخ آگے بڑھا دیتے۔

فرمایا: (شرکت کرنے والا) مجمع اللہ کے راستے میں نکل جائے یہ اجتماع کی جماعتیں ہیں۔

فرمایا: جس پر اہل خیر مجتمع ہو جاتے ہیں ایسی چیز اللہ بھی چاہ لیتے ہیں۔

فرمایا: ہمارے اجتماعات اعمال پر ہونا چاہئے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ نے اجتماع (فتح مکہ) کے موقع پر صحابہ کے اعمال کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئیں۔

فرمایا: اجتماعات اس لئے ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو دیکھ کر غیر اسلام کی طرف آئیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جو مجمع دعوت کی نسبت پر جمع ہو کر اللہ کے راستے میں نہیں نکلا اس نے تمہاری بات نہیں کی۔

فرمایا: اجتماع کی کامثالی اجتماع سے جماعتیں نکالنا نہیں ہے؛ بلکہ اجتماع کی

کامیابی تو یہ ہے کہ اجتماع سے پہلے سارے بالغ مرد اللہ کے راستے میں نکل جائیں۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم نے الصلاۃ جامعۃ کی آوز اپر جمع ہوکر بیان سننے کے لئے (ہی) نہ تھا؛ بلکہ بکھرنے کے لئے تھا۔

فرمایا: اجتماعات کا مقصد سارے لوگوں کے کانوں میں دین کی بات پہونچانا ہے۔

پیدل جماعتیں

فرمایا: اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والے دو عمل ہیں (۱) پیدل جماعتیں (۲) مسجد کی آبادی کی محنت۔

فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس راستے میں پیدل چلنا جہنم کی آگ کو حرام کر دیتا ہے، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سواری سے نیچے اُتر گئے اُس دن سے زیادہ پیدل چلنے والے کبھی نہیں دیکھے گئے۔(۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جہاں جہاں سے تمہاری جماعتیں گزریں گی وہاں اللہ مسلمانوں کو آباد کریں گے۔

فرمایا: پیدل جماعتوں سے زیادہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والا کوئی عمل نہیں؛ اس لئے اللہ کے راستے میں پیدل چلنے کے فضائل پر تشکیل کرو۔

---

(۱) فقال جابر: أصلح دابتي واستغني عن قومي، وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من اغبرّت قدماه في سبيل الله حرمه الله على النار" فما رأينا يوما أكثر ماشيا منه" (صحيح ابن حبان، باب فضل الجهاد، رقم الحديث: ۴۶۰۴)

فرمایا: پیدل جماعتوں کی عمومی تشکیل ہو اور ترغیب ہو۔

فرمایا: اس راہ میں پیدل چلنا جہنم سے آزادی کو یقینی بناتا ہے۔(۱)

فرمایا: گاؤں اور دیہات پر ہماری توجہات کم ہیں، اس لئے چار چار ماہ پیدل جماعتیں کی ڈالی جائیں، نشانہ بنا بنا کر ایک جماعت کی واپسی سے پہلے دوسری جماعت بھیجی جائے۔

---

(۱) "من اغبرت قدماه فی سبیل الله حرمه الله علی النار" (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، حدیث نمبر:۹۰۷)

ارتداد

فرمایا: امت کے صلحاء کو نے سنبھال لیں گے تو امت میں ارتداد آئے گا۔

فرمایا: اعمال دعوت کا استخفاف (ہلکا پن) یہ ارتداد کا اصل سبب ہے۔

فرمایا: جو ذمہ داری (دین کی محنت کی) مردوں کی ہے وہ عورتوں کی بھی ہے، ایسا نہیں کریں گے تو ارتداد عام ہوگا۔

فرمایا: غربت، جہالت اور فراغت ارتداد کے اسباب ہیں۔

فرمایا: دور رسالت میں دعوت کی عمومیت نے لوگوں کے اسلام میں آنے کا راستہ کھولا ہوا تھا، اسلام سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں جماعتیں ارتداد کے رخ پر جاتی تھیں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی جماعت جہاں جہاں جاتی تھی وہاں ارتداد ختم ہو جاتا تھا۔

انفرادی دعوت

فرمایا: انفرادی دعوت امتیازی شان پیدا ہونے نہیں دیتی۔

فرمایا: فتوحات کے زمانہ میں بھی آپ ﷺ بذاتِ خود انفرادی دعوت میں تھکتے تھے۔

فرمایا: انفرادی دعوت آپ ﷺ کا اصل معمول تھا۔

فرمایا: نبوت کے ۱۳؍سال انفرادی دعوت کے ہیں، تیرہ سال کے بعد جو اجتماعات شروع ہوئے ان میں انفرادی دعوت غالب رہی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو ساری رات دعوت دی فتح مکہ کے موقع پر۔

فرمایا: کام کی مصروفیت نے انفرادی دعوت کو ہلکا کر دیا ہے، انفرادی دعوت آدھا گھنٹہ اور مشورہ تین گھنٹے ہوگا۔

فرمایا: انفرادی دعوت چھوٹ جانے سے داعی کو اپنے نظر میں مطلوب بنائے گا، پھر عجب پیدا ہوگا۔

فرمایا: حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دین کی دعوت کا اہتمام میرے نزدیک اِس وقت اتنا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک نیا آدمی آئے اور واپس جانے لگے اور پھر اُس کے ہاتھ آنے

کی توقع (اُمید) نہ ہوتو میرے نزدیک نماز کو درمیان میں توڑے اُس سے دینی بات کر لینی چاہیے اور اُس سے بات کر کے یا اُس کو روک کے اپنی نماز پھر سے پڑھنی چاہیے۔(۱)

(۱) ملفوظات،ص:۱۶۹

حالات

فرمایا: حضرت فرماتے تھے: جو حالات میں کام چھوڑ دیں گے وہ اس سے برے حالات میں آئیں گے۔

فرمایا: جب امت زکوٰۃ صحیح ادا نہیں کرے گی تو اللہ تعالیٰ سارے مال کو ردی کر دیں گے۔(۱)

فرمایا: غیر ایمان والوں کی بدعملی حالات کے بگاڑنے میں مؤثر نہیں؛ بلکہ اہل ایمان کی بداعمالیوں سے حالات بگڑتے ہیں۔(۲)

فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ حکومت بدلے گی تو حالات درست ہوں گے، حالات کے درست ہونے کا تعلق حکام سے نہیں احکام سے ہے۔(جیسا عمل ویسے حالات)۔

فرمایا: جن میں استقامت نہیں ہوتی ان کا دین ان کے حالات کے تابع ہوتا ہے۔

---

(۱) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما تلف مال فی بر ولا بحر إلا بمنع الزكاة ..."(الدعاء للطبرانی، رقم الحديث: ۳۴)

(۲) ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِیْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِیْ النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم:۴۱)

خدمت

فرمایا: خدمت (خدمت کے ساتھیوں سے) دعوت کے تابع ہے اگر اعمال دعوت کے بغیر خدمت کروگے تو خرابیاں پیدا ہوں گی۔

فرمایا: خدمت مہمانوں کا ہم پر احسان ہے (کہ انہوں نے اس کا موقع دیا)۔

فرمایا: اس کام کی ہر خدمت بڑی ہے۔

فرمایا: یہاں (مرکز نظام الدین) کی چیزوں کو استعمال کرنے کی اجازت ہے حق نہیں۔

فرمایا: خدمت لینے سے امتیازی شان پیدا ہوتی ہے، کوئی کام ایسا نہ کرو کہ امتیازی شان پیدا ہو، خدمت کرنے سے تواضع پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا: مولانا انعام الحسنؒ فرماتے تھے کہ کسی شخص کی خدمت سے شخصی اجر ملے گا اور اجتماعی خدمت سے اجتماعی اجر ملے گا، مراکز میں خدمات اجتماعی ہوتی ہیں۔

فرمایا: اللہ کا تعلق بڑھانا ہو تو دوسروں کی خدمت کرو۔

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ امور خلافت میں مشغول ہونے کے باوجود مسجد قبا میں جھاڑو دیتے تھے۔

فرمایا: حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اپنے دورِ خلافت میں ایک معذور بڑھیا کی خدمت کرتے تھے۔

فرمایا: اکرامِ مسلم کا مجاہدہ اجنبی لوگوں کی خدمت میں ہے۔

فرمایا: اللہ کے راستے میں چوکیداری کرنا عبادت ہے۔

فرمایا: اِس راستے میں خدمت سے تربیت مقصود ہے۔

فرمایا: آپ ﷺ نے ایک سفر میں اپنے ذمے (جنگل سے) لکڑیوں کا جمع کرنا لیا تھا (جو انتہائی مشکل کام ہے)۔(۱)

(۱) وكان صلى الله عليهِ وسلم فِى بعض أسفاره فأمر بإصلاح شاه، فقال رجل: يا رسول الله علىّ ذبحها وقال آخر: علىَّ سلخها وقال آخر علىَّ طبخها فقال صلى الله عليهِ وسلم : "وعلىَّ جمع الحطب" فقالوا: يا رسول الله! نحن نكفيك فقال: "قد علمت أنكم تكفونى ولكِنِى أكره أن أتميّز عليكم فإِن الله يكره من عبده أن يراه متميّزا بين أصحابه" وقام صلى الله عليهِ وسلم وجمع الحطب. (خلاصة سير سيد البشر للطبرى: ۸۷/۱،ط: مكة المكرمة)

نصرت خداوندی

فرمایا: اللہ کی نصرت جماعت کے ساتھ ہے جماعت اجسام (جسموں) کے جمع ہونے کو نہیں کہتے جماعت قلوب کے جمع ہونے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: میں یقینی بات بتا رہا ہوں کہ باطل تمہیں مال پیش کرے گا کام کے نام سے تم قبول کرو گے، کام کے تقاضوں سے، اور اس کو اللہ کی نصرت سمجھیں گے، یہ نصرت نہیں مصیبت ہے۔

فرمایا: اللہ کی مدد ضابطے کے ساتھ ہے زمانے کے ساتھ نہیں ہے جب تک امت ضابطوں پر رہے گی مدد کا وعدہ ہے۔(۱)

فرمایا: جب داعی مخلوق سے لینے کا خیال لائے گا اُسی وقت اللہ کی مدد ہٹ جائے گی۔

فرمایا: اللہ فرماتے ہیں جس کا خیال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی اور دین کی مدد نہ کرے گا اس کو چاہیۓ کہ وہ اپنے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر خود کشی کر لے۔(۱)

---

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: ۷)

(۲) ﴿مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ =

= إِلَى السَّمَاء ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُه' مَا يَغِيظُ ﴾ (الحج:۱۵) جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالی رسول کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کرے گا تو اس کو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر اس وحی کو موقوف کرادے تو پھر غور کرنا چاہیے آیا اس کی تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو موقوف کرسکتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام کا راستہ روکنے والے معاند جو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے رسول اور اس کے دین کی مدد نہ کرے ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ تو جبھی ہوسکتا ہے جبکہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ سے منصب نبوت سلب ہو جائے اور آپ پر وحی آنا منقطع ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی جس کو نبوت ورسالت سپرد فرماتا ہے اور اس کو وحی الٰہی سے نوازتا ہے اس کی مدد تو دنیا وآخرت میں کرنے کا اس کی طرف سے پختہ عہد ہے اور عقلا بھی اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے تو جو شخص آپ کی اور آپ کے دین کی ترقی کو روکنا چاہتا ہے اس کو اگر اس کے قبضہ میں ہو تو ایسی تدبیر کرنا چاہئے کہ یہ منصب نبوت سلب ہو جائے اور وحی الٰہی منقطع ہو جائے۔ اس مضمون کو ایک فرض محال کے عنوان سے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے وحی کو منقطع کرنے کا کام کرنا چاہتا ہے تو کسی طرح آسمان پر پہنچے وہاں جا کر اس سلسلہ وحی کو ختم کردے۔ اور ظاہر ہے کہ نہ کسی کا اس طرح آسمان پر جانا ممکن نہ اللہ تعالی سے قطع وحی کو کہنا ممکن تو پھر جب تدبیر کوئی کارگر نہیں تو اسلام وایمان کے خلاف غیظ وغضب کا کیا نتیجہ؟ یہ تفسیر بعینہ درمنشور میں ابن زید سے روایت کی ہے اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر اور صاف تفسیر ہے۔ بیان القرآن مع تسہیل)

قرطبی نے اسی تفسیر کو ابن جعفر نحاس سے نقل کرکے فرمایا کہ یہ سب سے احسن تفسیر ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی اس تفسیر کو نقل کیا ہے۔ اور بعض حضرات نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ سما سے مراد اپنے مکان کی چھت ہے اور مراد آیت کی یہ ہے کہ اگر کسی معاند جاہل کی خواہش یہی ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول اور اس کے دین کی مدد نہ کرے اور وہ اسلام کے خلاف غیظ وغضب لئے ہوئے ہے تو سمجھ لے کہ اس کی یہ مراد تو کبھی پوری نہ ہو گی اس احمقانہ غیظ وغضب کا تو علاج یہی ہے کہ چھت میں رسی ڈال کر پھانسی لے لے اور مر جائے۔ (مظہری وغیرہ) (معارف القرآن:۶/۲۳۷)

عوام وخواص

فرمایا: عوام اور خواص کی تربیت آپسی اختلاط (ملنے جلنے) میں ہے آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نئے شخص کو پرانے کے حوالے کرتے تھے۔

فرمایا: خواص کی تشکیل خواص کے ساتھ مال داروں کے علاقہ میں کرنا مزاج نبوت کے خلاف ہے۔

فرمایا: اگر خواص کو عوام سے الگ کر دیا گیا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ مکھن (بالائی) کو دودھ سے نکال لیا گیا ہو تو اب کیا رہ گیا دودھ میں طاقت مکھن کے اختلاط (ملنے) سے ہوتی ہے۔

فرمایا: جو ابتدائے محنت سے عمومیت کے ساتھ نہیں چلے گا اس کا ذہن عموم میں چلے گا ہی نہیں؛ حالاں کہ امت اختلاط سے بنتی ہے، اب تو کام کرنے والوں کی صورت حال یہ ہے کہ پرانے اور خواص کا جوڑ کھانا اور قیام گاہ الگ ہوتی ہے۔

کام کی حفاظت

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر تم باطل کی معمولی بات بھی مان لی تو وہ تم سے وہ ساری باتیں منوائیں گے جس سے تمہارے دین کی جڑیں کٹ جائیں گی۔

فرمایا: پیچھے رہنے والوں سے کام کا نقصان نہیں ہے؛ بلکہ نقصان تو ساتھ رہنے والوں کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کام کی حفاظت اپنے گھروں کی کنواری لڑکیوں سے زیادہ کیا کرو۔

فرمایا: جس عمل پر نظم غالب آجائے گا اس کی روح نکل جائے گی جتنے خوبصورت مصلے (جائے نماز) پر نماز پڑھی جائے گی اتنی ہی کمزور ہوگی۔

فرمایا: عمومی محنت میں کمی کا سبب کام کرنے والوں کا انتظامی امور میں الجھنا ہے۔

مرتب بیک نظر

نام : محمد حسام الدین ابن محمد غوث الدین صاحب مرحوم

سن ولادت : ۱۹۷۶ء

سکونت : طور کالونی، ایرہ کنٹہ، شاہین نگر، حیدر آباد

تعلیم : حفظ سے فراغت، دار العلوم بھاتمرہ، تعلقہ بھالکی، ضلع بیدر، کرناٹک
اول عربی تا ششم عربی: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
ہفتم عربی: جامعہ اسلامیہ دار العلوم، شیوارام پلی، حیدر آباد
دورہ حدیث شریف: درالعلوم دیوبند ۱۹۹۷ء
تکمیل افتاء: جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد ۱۹۹۸ء

خروج : ۱۹۹۹ء میں ایک سال

تدریس : مدرسہ خیر المدارس، بورابنڈہ، حیدر آباد

خطابت : مسجد شام بیگ، کومٹ واڑی، نور خاں بازار، حیدر آباد

تالیفات : تیسیر النحو حصہ اول، دوم — مطبوعہ
تیسیر الصرف حصہ اول، دوم — مطبوعہ
تمرین المنطق، آسان حل عبارت — مطبوعہ
تیسیر النحو سوم، تیسیر الصرف سوم — غیر مطبوعہ
تمرین البلاغت، اردو نحو وصرف، معلم فارسی — غیر مطبوعہ

اس کتاب میں

دعوت وتبلیغ کے ۴۴/موضوعات پر مشتمل ۶۵۲/ ترتیب وار مدلل ملفوظات آیات واحادیث کی تخریج کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں، جنہیں حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم نے مختلف مجالس اور اجتماعات میں بیان فرمایا ہے۔

جن سے دعوت وتبلیغ کی اہمیت اس کے اصول اور طریقۂ کار کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے، مقدمہ میں ملفوظات کی تعریف، حکم، فوائد اور مآخذ کو بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح صاحب ملفوظات کا مختصر سوانحی خاکہ اور ان کے ہاتھوں انجام پانے والے کارہائے خیر کی تفصیلات ذکر کی گئیں ہیں، جنہیں پڑھ کر مختلف شکوک وشبہات کافور ہوتے ہیں۔

Quba Graphics, 9704172672, 8801198133